إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ط

قَالَ النَّبِيُّ صَلْعَمْ أَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ فَأَحِبُّونِي لِحُبِّ اللّٰهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

رسالہ

تحفۃ الاحباب فی مناقب الآل والاصحاب

مؤلفہ و مصنفہ

سید غلام مصطفےٰ ساکن موضع بھیکھووال الحال موضع بلہڑہ متصل عالمپور کوٹلہ ڈاکخانہ میانی تھانہ ٹانڈہ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیارپور (ملک پنجاب)

جسکو
حافظ محمد الدین تاجر کتب لاہور نے
بکمال کوشش سے
اپنے
مطبع مصطفائی لاہور میں چھپوا کر شائع کیا

بار اول

قیمت ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ شَرَّفَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلٰى سَآئِرِ الْخَلَآئِقِ بِمَزِيْدِ الْخُلْقِ بِاِعْطَاءِ مَدَارِجِ الشَّهَادَةِ وَالنَّسَبِ وَالْجُوْدِ وَالْاِحْسَانِ ط وَاَعْلٰى دَرَجَتَهُمَا عَلَى الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالرِّضْوَانِ ط وَافْتَرَضَ عَلَيْنَا حُبَّهُمَا وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا بِالْاَحَادِيْثِ وَالْقُرْاٰنِ ط وَوَعَدَ لِمُحِبِّهِمَا بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ وَالْغُفْرَانِ ط وَاَوْعَدَ لِمُخَالِفِهِمَا بِالدَّرْكِ الْاَسْفَلِ وَالنِّيْرَانِ ط وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ اَرْسَلَهٗ اِلَى الْخَلَآئِقِ بِالْحُجَّةِ وَالْبُرْهَانِ ط وَاَمَرَنَا بِاتِّبَاعِهٖ وَاِمْتِثَالِ بِاَحْكَامِهٖ بِالْجَوَارِحِ وَالْجَنَانِ ط وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ كَانُوْا اَفْضَلَ النَّاسِ وَاَبْشَرُوْا مِنَ الرَّحْمٰنِ بِالرِّضْوَانِ ط وَسَبَقُوْا عَنِ الْكُلِّ حَتّٰى فَاقُوا الْكُلَّ بِالصِّدْقِ وَالْاِيْقَانِ ط كَمَا قَالَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ الْقُرْاٰنِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ط سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ط **اما بعد** کہتا ہے العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ اللہ الاعلیٰ سید غلام مصطفےٰ حسنی الحنفی القادری کہ اس خاکسار نے یہ مختصر رسالہ مناقب اور فضائل صحابہ و اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بنظر افادہ عام اہل اسلام بزبان اردو بعبارت سلیس تالیف کیا اور اسکو ایک مقدمہ اور چند ابواب و فصول پر مرتب کر کے **تحفۃ الاحباب فی مناقب الآل والاصحاب** نام رکھا۔ گویہ میری کتاب تحریر عبارت اور الفاظ

کی حیثیت سے اس درجہ کی نہیں ہے کہ عالموں اور دانشمندوں کے نزدیک اپنی کوئی وقعت اور قدر پیدا کرے۔ مگر اہلبیت کرام کی فضایل اور مناقب شامل ہونیکی وجہ سے اسکا وہ مرتبہ ہے کہ اگر اولی الابصار کی آنکھوں پر جگہ پاوے اور ذی الالباب کے دل میں گھر کرے تو لائق و سزاوار ہے۔ اور دانشمندان بلاغت شعار و فاضلان فصاحت آثار سے کامل اُمید ہے کہ اگر ترجمہ میں کہیں سہو و خطا واقع ہوئی تو قلم عفو سے اسکی اصلاح فرماکر چشمپوشی کریں اور اس سگ آستانہ اہلبیت کو دعاء خیر سے یاد فرمائیں اور مجھی خدا کے فضل سے پوری اُمید ہے کہ بزرگان دین کی نظر کیمیا اثر میں یہ رسالہ ضرور قبول ہوگا۔ اِنّہ قریب مجیب +

مقدمہ لفظ صحابی و آل و اہلبیت کے معانی کی تحقیق اور اس کے استعمال و مرجع و نظایر کی تدقیق میں +

لفظ صحابی و اصحاب مشتق ہے صحبت اور صحابت سے اور معنی اصحاب کے یار۔ دوست۔ رفیق مددگار۔ ساتھی صحبت کنندہ اور ان تمام معنے کو کلام شارع ناطق ہے جیسا کہ اللہ جلشانہ نے اپنے رسول کو صاحب رسول ابوبکر یار غار کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ یعنے جسوقت کہا پیغمبر نے واسطے صاحب اپنے کے غار میں کہ غم مت کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ حضرت نے ابوبکر صدیق کو غار میں فرمایا یہاں معنی صاحب کی ساتھی ہے اور آپنے کفار سے ابوبکر کو تسلّی دی کہ کفار سے غم مت کر اور دوسرے مقام میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قول کو زندانیوں کے ساتھ فرمانا ارشاد ہے۔ یَا صَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ۔ یعنے اے میرے دو رفیق قید خانے کے کیا بہت سے معبود متفرق بہتر ہیں یا اللہ ایک غالب زبردست اور

اصطلاح محدثین میں صحابی اوسکو کہتے ہیں جسنے بحالت ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کری ہو اور ایمان کے ساتھ دُنیا سے انتقال بھی کر گیا ہو اور جس شخص کو آپ کی ملاقات میسر نہ ہوئی یا ہوئی مگر بحالت کفر میں اور بعد اس کے مسلمان ہوا یا حالت ایمان میں آپ سے ملاقات کی پھر نعوذ باللہ مرتد ہو گیا اور اسی حالت پر مر گیا۔ ایسا شخص صحابی نہیں کہا جاویگا اور **علما کا اختلاف** اس امر میں ہے کہ ملاقات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ملاقات قبل نبوت مراد ہے یا بعد پس جن کے نزدیک مطلقاً ملاقات شرط ہو قبل نبوت
اور بعد نبوت کوئی شرط نہیں ہے وہ علماء مثل زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل اور
بحیرا راہب کو داخل صحابہ کے کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ قبل ظہور نبوت آپکی ملاقات سے
مشرف ہوتے اور تصدیق رسالت کی کری ہے اور قبل بعثت نبوت کے انتقال کرگئے ہیں
اور بعض نے اون لوگوں کے ذکر سے سکوت اختیار کیا ہے اور صحابہ میں داخل نہ کیا ہے اور
مذہب اصح اور ارجح ثانی ہے۔ اسیوجہ سے جمہور مصنفین معرفت صحابہ نے بذکر اولاد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم اور عبداللہ سے جنکا تولد بعد نبوت ہوا ہے بحث کی ہے
اور حضرت قاسم جو قبل نبوت پیدا ہوئے ہیں انکے ذکر سے تعرض نہیں کیا اور اسی طرح
اس امر میں اختلاف ہے کہ صحابی کی ملاقات بحالت عقل وہوش سے ہے یا بالعکس ایک
جماعت محدثین کی اس طرف گئی ہے کہ عقل وہوش میں ملاقات نبوی صحابہ ہونے میں شرط
ہے۔ چنانچہ اہل التحقیق نے اون اطفال کی نسبت جنکو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحنیک
فرمائی ہے تصریح کردی ہے۔ ف تحنیک یہ ہے کہ جب لڑکی لڑکا پیدا ہوتا ہے توکسی صالح
مرد سے خرما وغیرہ چباکر اس طفل کے تالوءمیں ملدیتے ہیں۔ اسکو عربی میں تحنیک بولتے ہیں اور کہا بعض
علمانے کہ تحنیک والے صحابہ میں داخل نہیں ہے۔ مانند عبداللہ بن حارث بن نوفل کے کہ
انکی نسبت حافظ ابو سعید علائی نے اپنی مراسیل میں لکھا ہے۔ حَنَّکَهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَهُ وَلَا صُحْبَةَ لَهُ وَلَا رُؤْيَةَ اَيْضًا
وَحَدِيْثُهُ مُرْسَلٌ قَطْعًا یعنے تحنیک کی ہے انکی پیغمبر خدانے اور دعا کری ہے
انکے لئے اور صحبت اور روئیت پیغمبر کی انکو حاصل نہیں ہوئی اور روایت انکی قطعی مرسل
ہے۔ ف مرسل وہ حدیث ہی جسمیں انتہا سند سے راوی ساقط ہو یعنے صحابی مذکور نہ ہو۔
اور عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری کی نسبت تحریر فرمایا ہے۔ حَنَّکَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَدَعَا لَهُ وَلَا نَعْرِفُ لَهُ رُؤْيَةً وَبَلْ هُوَ تَابِعِيٌّ وَحَدِيْثُهُ مُرْسَلٌ
یعنے تحنیک کی انکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دعا کی انکے لئے لیکن روئیت انکی ثابت
نہیں ہے بلکہ وہ تابعی ہے اور حدیث انکی مرسل ہے اور ایک جماعت متاخرین فن حدیث
اسی طرف گئی ہے کہ جس شخص نے عالم طفولیت وعدم تمیز اپنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو پایا اسکی حدیث توبحیثیت روئیت مرسل ہے لیکن بوجہ شرف روئیت جماعت صحابہ میں

داخل ہے اور اکثر آئمہ تصانیف معرفت صحابہ کا عملدرآمد اسی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ مثلاً محمد بن ابی بکر صدیق کو صحابہ میں ذکر و شمار نہیں کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ قبل وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تین ماہ اور چند یوم کے تھے اور **مختلف ہوئے علما** اس امر میں کہ آیا صحابی مخصوص بہ بنی آدم ہے یا جن کو بھی شامل ہے پس قول ارجح یہ ہے کہ اس فضیلت کو ساتھ جن بھی شریک ہیں کیونکہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جنوں پر بھی مبعوث ہوتے ہیں جنوں کا مجلس نبوی میں حاضر ہونا اور کلام مجید سننا اور ایمان لانا اور اپنی قوم میں جاکر ہدایت کا کرنا صراحتہ سورۃ جن میں مذکور ہے اور یہ لوگ بھی مکلفین ہیں جو مابین انکے عاصی و مطیع مثل بنی آدم ہے جس نے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملاقات کی اور ایمان لایا۔ وہ صحابہ میں داخل ہے واللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب اور **لفظ آل** جو بمد الف و سکون لام ہے انکے لغت میں چند معنی ہیں جیسا کہ یہ ہے۔ اولاد۔ ذریت۔ مطیع۔ اہلخانہ۔ اہل قرابت، اہل دین۔ اہل گروہ۔ اور صطلاح شرع میں ان سب معانی کو دخل ہے۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ۔ ترجمہ کہا ایک شخص ایمان والے نے فرعون کے لوگوں سے جو اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا۔ اس مقام پر آل فرعون سے قرابتی اور مطیع مراد ہے۔ کیونکہ یہ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ یعنے خرقیل علیہ السلام فرعون کے بھلبجے تھے اور باطناً ایماندار تھے۔ اور لوگونکو ایمان کی طرف رغبت دیتے تھے۔ دوسرا یہ کہ کہا خدا نے إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ترجمہ۔ بیشک برگزیدہ کیا اللہ تعالیٰ نے آدم اور نوح اور ابراہیم کے گھر اور عمران کے گھر کو۔ سارے جہان پر۔ یہاں آل ابراہیم اور آل عمران سے جملہ گھروالے اور اہلخانہ مراد ہیں۔ عمران حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باپ کا نام تھا۔ اور حضرت مریم علیہا السلام کے باپ کا بھی یہی نام ہے اور جو حدیث پیغمبر سے دوسرے معانی پر دال ہے اور مشہور ہے کہ مَنْ سَلَكَ عَلَىٰ طَرِيقِي فَهُوَ آلِي اگرچہ اس حدیث کے الفاظ میں کلام ہے مگر معناً صحیح ہے یعنے جو شخص میرے رستہ پر چلا وہ میری آل ہے۔ پس بموجب اسے معانی مشہورہ اولاد و ذریت اولاد صلبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنے حضرت فاطمہ و زینب و رقیہ و کلثوم و قاسم و عبداللہ و ابراہیم اور اولاد حضرت فاطمہ کی اولاد الاولاد لاولدان بروز قیامت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور جمیع سادات کرام جو آپ کی نسل شریف سے ہیں تاقیام قیامت بیشک

بے شبہ آپ کی آل ہیں داخل ہیں جسکی دلیل یہہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے کہ مہدی موعود میری اولاد یعنے نسل سادات سے پیدا ہوں گے جنکی تمام حالات
سے آیندہ خبر فرما دی ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ آپ اور انکی درمیان میں بعد المشرقین ہے۔
فایدہ جلیلہ جو فضایل اور مناقب اہلبیت رسالت کی احادیث مرفوعہ صحیحہ میں آتی ہیں
قیامت تک کے شرفا اور سادات اس عموم میں داخل ہیں لیکن اس شرط سے کہ طریقہ توحید
اتباع سنت پر قایم رہیں اور مبتدعہ اور مضلہ و مکفرہ نہوں اور دوسرے معنوں میں لفظ
آل کو خلفاے راشدین حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں جو آل اور
فضایل آل میں داخل ہوسکتے ہیں کیونکہ قرابت قریبہ اور اطاعت و جان نثاری و رہبری
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان حضرات میں اظہر من الشمس ہے اور نیز جمیع امت جو تبع سنت
اور پابند شریعت ہیں اس فضیلت میں داخل ہیں۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی نے اپنی
تفسیر کبیر میں فرمایا۔ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمُ الَّذِيْنَ يَؤُلُ اَمْرُ
هُمْ اِلَيْهِ كُلُّ مَنْ كَانَ اَمْرُهُمْ اِلَيْهِ اَشَدُّ وَاَكْمَلُ كَانُوْا هُمُ الْآلُ وَاَيْضًا
اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِي الْآلِ فَقِيْلَ هُمُ الْاَقَارِبُ وَقِيْلَ اُمَّتُهٗ یعنی آل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ لوگ ہیں کہ رجوع کرے امر ان لوگوں کا طرف پیغمبر خدا کی بس جن لوگوں
کے امور طرف پیغمبر خدا کی بدرجہ اشد و اکمل رجوع کریں گے یعنی آپ کے پیرو ہر امر میں ہونگے
یقیناً وہی لوگ آپکی آل ہوں گے اور یہی اختلاف کیا ہے علمانے آل کے معنوں میں کسی نے
قرابت والے اور کسی نے امت کے لوگ مراد رکھی ہے۔ **لفظ اہلبیت** کے معانی لغت میں
صاحب خانہ اور گھر کے لوگوں کے ہیں اور اصطلاح شرع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج
مطہرات و اولاد امجاد مراد ہیں اور اسمیں تھوڑی سی تفصیل ہے۔ جیسا کہ **مدارج النبوت**
میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ در تفسیر اہلبیت اقوال و اطلاقات گفتہ اند بعضے
کسانیکہ حرام است برایشاں صدقہ آنہا و آں آل علی و آل جعفر و آل عقیل و آل عباس اند رضی اللہ
عنہم و گاہے بمعنی شامل اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ازواج مطہرہ افتد و گاہے مخصوص آید
بہ فاطمہ و حسن و حسین و علی سلام اللہ علیہم اجمعین جہت زیادت فضل ایشاں و تطبیق میان
اقوال آنست کہ بیت سہ است بیت نسب و بیت سکنی و بیت ولادت پس اولاد عبد المطلب
اہلبیت نسب و ازواج مطہرہ اہلبیت سکنی۔ و اولاد کرام اہلبیت ولادت و علی اگرچہ از اولاد نیست

نگر ملحق است بایشان بوساطت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ ترجمہ۔ یعنی لفظ اہلبیت کے معانی اور تفسیر میں چند اقوال اور اطلاقات ہیں کبھی اطلاق اسکا اُن لوگوں پر ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے اور وہ اولادِ علی و جعفر و عقیل و عباس رضی اللہ عنہم ہیں اور کبھی بمعنی عام شامل اولاد و ازواج آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مستعمل ہوتا ہے اور کبھی یہ لفظ مخصوص بہ فاطمہ و حسن و حسین و علی رضی اللہ عنہم کے کیا جاتا ہے بسبب زیادت فضل انہوں کے اور موافقت اور تطبیق ان اقوال میں اس طور پر ہے کہ بیت یعنے مکان تین قسم کے ہوتے ہیں مکان نسب مکان سکونت مکان ولادت پس اولاد عبدالمطلب اہلبیت نسبی۔ اور ازواج مطہرہ اہلبیت سکونت۔ اور اولاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلبیت ولادت اور علی کرم اللہ وجہ اگرچہ آپکی اولاد میں نہیں۔ مگر ملحق بأولاد وسیلہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ انتہی کلامہ۔

صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے حضرت فاطمہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین اور حضرت علی کو جمع کر کے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ یعنی اے خداوندا میری اہلبیت یہ ہیں اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ عمدہ ترین تمام اہلبیت کے یہ چہار تن برگزیدہ ہیں۔

باب اوّل مناقب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں

فصل اوّل۔ اُن آیات کریمہ میں جو حضرات صحابہ کرام کے مناقب میں وارد ہوئیں۔ سورہ فتح کے اول رکوع میں ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّاۤءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاۤءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ترجمہ محمد رسول ہے اللہ کا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپسمیں تو دیکھے انکو رکوع اور سجدہ میں ڈھونڈھتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی پہچان ان کی ان کے چہروں پر ہے سجدوں کے اثر سے اور یہ مثال انکی توریت اور انجیل میں ہے۔ **ف** یہ آیت تمام صحابہ کے شان میں وارد ہے مگر علما نے زیادہ خصوصیت اسکی خلفائے راشدین یعنے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ ثابت کری ہے اور انہیں کو اس کا مصداق ٹھیرایا ہے

چنانچہ کہا ہے۔ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ سے ابوبکر صدیق مراد ہیں اور اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ
سے حضرت عمر فاروق اور رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ سے حضرت عثمان ذی النورین ہے اور رُکَّعًا سُجَّدًا
سے حضرت علی مرتضیٰ مفہوم ہیں۔ کیونکہ یہ اوصاف ان حضرات میں بدرجہ اتم و اکمل پائے
گئے ہیں جیسا کہ معیت حضرت ابوبکر صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اظہر من الشمس ہے
کہ کسی وقت آپ سے جدا نہ ہوئے وقت ہجرت قصہ غار کا مشہور ہے حاجت بیان نہیں غرض
تاحیات کسی حال میں راحت تھا یا رنج پیغمبر خدا سے جدا نہ ہوئے اور علیحدگی اختیار نہ کی
جسکا ثمرہ یہ ہوا کہ بعد انتقال بھی ہمراہی حبیب نصیب ہوئی کہ پہلوئے مبارک میں جگہ ملی
اور وہاں مدفون ہوئے اور بروز قیامت بھی اسی طرح تشریف لائیں گے۔ اور مصداق و
مرجع اس کلام نبوی کے ٹھیریں گے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی آدمی کا حشر اس شخص کے
ساتھ ہوگا کہ جس کو وہ بہت دوست رکھتا ہوگا۔ اور حضرت عمر فاروق کا کافروں پر سخت ہونا
جسکا ادنی نمونہ یہ ہے کہ جس روز آپ اسلام لائے نماز باعلان پڑھنے لگے اور روز بروز مسلمانوں
کی زیادتی شروع ہونے لگی اور ماسوا اس کے کہ جو کچھ انکی خلافت میں غلبہ اسلام ہوا ظاہر ہے
حاجت بیان نہیں۔ اور حضرت عثمان بن عفان کا رقیق القلب ہونا رحم دل مسلمانوں پر
شفیق ہونا بہت کھلم کھلا ہے۔ چنانچہ آخری وقت میں جبکہ مخالفین نے آپکو گھیر لیا اور آپکے
مکان کا محاصرہ کر لیا آپ سے کسقدر شفقت اور رحمت ظاہر ہوئی کہ آپکے ہمراہ بہت سے
اصحاب اور آپ کے غلام مسلح آمادہ جنگ تھے مگر آپنے سبکو روک لیا اور فرمایا کہ میں نہیں
چاہتا ہوں کہ میرے نفس کیلئے اہل اسلام کا خون ہو اور یہاں تک رحم دلی کو کام فرمایا کہ
خود شہید ہوگئے۔ اور مصداق آیت رُکَّعًا سُجَّدًا کا علی مرتضیٰ ہے جسکا ثمرہ یہ ہے کہ
شہادت آپ کی نماز میں ہوئی۔ اور سورہ حشر کے پہلے رکوع میں آیت لِلْفُقَرَآءِ
الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا
مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ
ترجمہ۔ غنیمت کا مال فقرائے مہاجرین کے واسطے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالدیئے
گئے ہیں۔ ڈھونڈتے ہیں فضل اور رضامندی اللہ کی اور اس کے رسول کی یہی لوگ
سچے ہیں۔ ف۔ یہ آیت کریمہ مناقب میں ان اصحاب کے ہے جنہوں نے اللہ کے دین کیواسطے
اپنی جان اور اولاد اور مال کی کچھ پرواہ نہ کی اور سب کو چھوڑ کر اس کے رسول کا ساتھ دیا

اور یہی لوگ مہاجر کہلاتے ہیں اور سورہ حشر کے پہلے رکوع میں آیت وَالَّذِیْنَ
تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِہِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ ہَاجَرَ اِلَیْہِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ
فِیْ صُدُوْرِہِمْ حَاجَۃً مِّمَّا اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ
خَصَاصَۃٌ ط ترجمہ جو لوگ مقیم ہیں ہجرت کے گھر میں اپنے رستہ میں پہلی ان سے یعنی
مہاجرین سے دوست رکھتے ہیں انکو جو انکی طرف ہجرت کری اور نہیں پاتے اپنے دلوں میں
تنگی اس چیز سے جو انکو ملا ہے اور مقدم کرتے ہیں اپنی جان پر مہاجرین کو اگرچہ ہو انکو تکلیف
ف - یہ آیت کریمہ ان صحابہ کی شان میں ہی جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کیواسطے
اپنی جان اور مال کو کچھہ دریغ نہیں کیا اور مہاجرین کی ہر طرح سے خدمت اور مدد کی اور اپنے
نفسوں کی کچھہ پرواہ نہ کی اور یہی لوگ انصار کہلاتے ہیں اور سورہ توبہ کے تیرہ رکوع میں آیت
وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُہَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُمْ
بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَہُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَہَا
الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَآ اَبَدًا ط ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ط ترجمہ اور جو لوگ
قدیم ہے پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنیوالے اور جو ان کے پیچھے آئے نیکی سے اللہ ان سے
راضی ہے اور وہ ان سے راضی ہیں اور مقرر کئے ہیں واسطے ان کے باغ بہتی ہیں نیچے انکے نہریں ہمیشہ
رہیں گے انہیں میں یہ ہے بہت بڑی مراد پانی. ف - یہ مناقب ہیں ان صحابہ کے بیان میں ہے کہ
جو جنگ بدر تک مسلمان ہوئے ہیں اور یہی قدیم ہیں اور باقی ان کے تابع ہیں اور سورہ فتح
کے دوسری رکوع میں ہے - آیت لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ
تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِہِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْہِمْ وَاَثَابَہُمْ فَتْحًا
قَرِیْبًا ط ترجمہ بتحقیق راضی ہوا خدا تعالیٰ ایمان والوں سے جب تہہ ملانے لگے تجہہ سے اس
درخت کے نیچے یعنے بیعت کرتے تہے پہر جانا اللہ نے جو انکی دلوں میں تہا پہر اوتاری انکے اوپر
چین اور دی انکو ایک فتح نزدیک. ف - یہ آیت شریف ان صحابہ کی شان میں نازل ہوئی ہے
جنہوں نے مقام حدیبیہ میں درخت کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بخوشی خاطر بیعت کی
اور یہ سب چودہ سو صحابہ تہے اس بیعت کے انعام میں خدا تعالیٰ نے فتح خیبر کی عطا کی اور اپنی
رضامندی ظاہر کی اور فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس بیعت والا کوئی دوزخی نہوگا
اور وجہ اس بیعت کی یہ ہوئی کہ پیغمبر خدا نے جب ارادہ عمرہ کا کیا اور مکہ معظمہ کو تشریف لیچلے جب قریب

پہونچے تو قریش مانع ہوئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خراش نامی کو اہل مکہ کے پاس
بہیجا جب خراش انکے پاس گیا اور پیغام نبوی دیا تو اہل مکہ خراش کی قتل کے درپئے ہوئے
جب خبر قتل پیغمبر خدا کو پہونچی تو آپ نے حضرت عثمان بن عفان کو انکے پاس بہیجا جب حضرت
عثمان انکے پاس گئے تو عثمان کو اونہوں نے قید کر لیا اور پیغمبر خدا کو یہ بات پہونچی کہ حضرت
عثمان قتل کردیا گیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ سے یہ بیعت لی اسبات پر کہ قریش
سے لڑیں اور ہرگز منہ نہ موڑیں اور یہ بیعت تمام صحابہ نے بخوشی خاطر خود بغیر قید بن قیس منافق
کے کی اور کسی نے تخلف نہیں کیا پہر واسطے حصول شرف اور بزرگی اس بیعت کے آپنے عثمان کی
بیعت اس طور پر کیا کہ اپنا ہاتہہ کو حضرت عثمان کا ہاتہہ فرمایا اور انکی بیعت لی اور یوں فرمایا کہ
یہہ دوسرا ہاتہہ میرا عثمان کا ہاتہہ ہے۔ اس حدیث سے سوا قطعیت بخشش اور رضوان کے ایک
لطیفہ عمدہ ظاہر ہوا کہ دست نبی دست عثمان قرار پایا۔ اور دست نبی مجازاً دست خدا
ہے۔ يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ۔ اس تقریر سے دست عثمان دست نبی یا دست خدا کہا
جا سکتا ہے۔ اور اسی بیعت کو بیعت الرضوان اور بیعت الشجرہ کہتے ہیں اور سورہ توبہ کے
گیارہوین رکوع میں آیت لٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
ترجمہ لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ساتہہ اوس کے اور جہاد کیا اپنے مالوں اور جانوں سے
اور یہی لوگ ہیں کہ واسطے انکے نیکیاں ہیں اور یہی لوگ مراد کو پہونچے۔ ف اس آیت کا نزول
تمام صحابہ کی شان میں ہے کہ جنہوں نے جہاد کیا ساتہہ پیغمبر کے۔

فصل دوم اُن احادیث میں جو صحابہ کرام کی مناقب میں ہے

صحیح بخاری و مسلم میں حدیث خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ
يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ إِنَّ بَعْدَهُ قَوْمًا تَشْهَدُونَ وَلَا
يَسْتَشْهَدُونَ۔ یعنی فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے سب لوگوں سے بہتر میرے
زمانہ کے لوگ ہیں یعنے اصحاب پہر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں اور انکی شاگرد اور
صحبت یافتہ یعنے تابعین پہر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے اور ان کے ہم صحبت ہیں
یعنے تبع تابعین پہر ان تین زمانوں کے بعد وہ لوگ آئیں گے کہ بغیر طلب کے گواہی دیں گے۔

ف - اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت کے بعد آپکی صحبت کی برکت سے تین زمانوں تک خیریت غالب رہے گی اور بعد اس کے شر غالب ہوگا اور خیریت کم ہوجائے گی اور یہہ مطلب نہیں کہ بالکل خیریت نہ رہیگی اسواسطے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک سب کے سب بالکل گمراہ نہ ہوگی بلکہ ہر زمانہ میں اہلحق قایم رہیں گے اگرچہ اہل باطل بکثرت ہوں چنانچہ یہ مضمون دوسری حدیث میں بتصریح موجود ہے اور یہ حدیث کمال فضل صحابہ پر دلالت کرتی ہے اور نسائی مین حدیث اَکْرِمُوْا اَصْحَابِیْ فَاِنَّھُمْ خِیَارُکُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ یَظْھَرُ الْکِذْبُ یعنے فرمایا ہے پیغمبر خدا نے بزرگی کرو میرے اصحاب کی بیشک وہ بہتر تمہارے ہیں پہر وہ لوگ جو نزدیک انکے ہیں پہر وہ لوگ جو نزدیک انکے ہیں پہر ظاہر ہوگا جہوٹہ - ف - اس حدیث سے بہتری تین زمانوں کی ثابت ہوئی جو دال ہے صحابہ کے کمال فضل پر اور ترمذی مین حدیث لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ یعنی فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چہوئیگی آگ اس مسلمان کو کہ جس نے مجکو دیکہا یا اس شخص کو دیکہا کہ جس نے مجکو دیکہا - ف - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سارا قرآن صحابہ مغفور ہے انمیں کوئی بہی اہل نار نہ ہوگا - اور صحیح مسلم مین حدیث لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا اَدْرَکَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ یعنے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے برا نہ کہو میری اصحاب کو برا نہ کہو میرے اصحاب کو پس قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرو تو انکے تین پاؤ کے برابر ہے ثواب نہ ملے اور نہ اس کے نصف کے برابر - ف یعنے صحابوں رضی اللہ عنہم نے اسوقت اپنا مال خرچ کیا کہ جب اسلام نہایت کمزور تہا اور کمال تنگی تہی انہیں مال کے خرچ کرنے اور جہاد کرنے سے ہفت اقلیم میں اسلام پہیلا اسی سبب سے قرآن مجید میں انصار و مہاجرین کی تعریف بہری ہوئی ہے - اب معلوم ہوا کہ انکی عبادت کے برابر کسیکی عبادت قیامت تک برابر نہیں ہوسکتی پہر ایسی دین کے سرداروں کو برا کہنا بڑی غضب کی بات ہے نعوذ باللہ من غضب اللہ - صحیح مسلم مین حدیث اَلنُّجُوْمُ اَمَنَۃٌ لِّلسَّمَاءِ فَاِذَا ذَھَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَی السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِیْ اَمَنَۃٌ لِّاُمَّتِیْ فَاِذَا ذَھَبَ اَصْحَابِیْ اَتٰی اُمَّتِیْ مَا

مَا یُوْعَدُوْنَ ط ترجمہ یعنی فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ستارے پناہ ہیں آسمان کی پہر جب جاتے رہیں ستارے تو آجاویگا آسمان پر جسکا وعدہ ہوا یعنے شق ہونا اور پہٹ جانا اور میں پناہ ہوں اپنے اصحاب کی جب میں جاتا رہونگا تو آویگا میرے اصحاب پر جسکا انکو وعدہ ہوا یعنے اختلاف پڑیگا ان میں اور میرے اصحاب پناہ ہیں اُمت میری کی پہر جب میرے اصحاب جاتے رہیں گے تو آویگا میری اُمت پر جسکا انکو وعدہ ہو یعنے فساد اور بدعت ظاہر ہوگی

ف حضرت کی حیاتی میں اختلاف کا نام نہ تہا جو شبہ ہوتا حضرت سے حل ہو جاتا تہا آپ کے بعد صحابہ میں اختلاف ہوا اوّل خلافت میں اس کے بعد بعض اَور مسایل میں اور جبتک اصحاب کا زمانہ رہا تو انکی برکت سے فساد دینی اور بدعت کا رواج نہ ہوا اور بعد اصحاب کے فساد شروع ہوا۔ اس حدیث سے کمال فضیلت صحابہ ثابت ہوتی اور ایک معجزہ بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہوا کہ آپنے خبر آیندہ جیسی فرمائی تہی ایسی ہی ظہور میں آئی صحیح بخاری ومسلم میں حدیث

یَاتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَغْزُوْا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِیْكُمْ مَنْ رَّاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یَغْزُوْا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ لَهُمْ فِیْكُمْ مَنْ رَّاٰی اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یَغْزُوْا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِیْكُمْ مَنْ رَّاٰی مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ۔ ترجمہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آویگا لوگوں پر ایسا وقت کہ جہاد کریں گے لشکر آدمیوں کے گروہ تو اُن سے پوچہیں گے کہ کوئی تم میں ہے ایسا شخص کہ جسنے دیکہا ہو پیغمبر خدا کو یعنی صحاب کو تو کہیں گے کہ ہاں ہے پس ان کی فتح ہو جاویگی پہر جہاد کریں گی جماعتیں لوگوں کی تو ان سے پوچہا جاویگا کہ کوئی تم میں ہے کہ جس نے اصحاب کے اصحاب کی صحبت کی ہو یعنی تبع تابعین تو لوگ کہیں گے کہ ہاں پس فتح ہو جاوے گی انکی۔ **ف**۔ اس حدیث سے بڑی فضیلت اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کی ثابت ہوتی۔ شرح السنۃ میں حدیث مَثَلُ اَصْحَابِیْ فِیْ اُمَّتِیْ كَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ لَا یَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ۔ ترجمہ یعنے فرمایا پیغمبر خدا نے مثال میری اصحاب کی میری اُمت میں مانند نمک کی ہے بیچ طعام کے نہیں ہوتا درست کہانا مگر ساتہہ نمک کی

ف۔ یہ حدیث تمام صحابہ کی کمال فضیلت پر دال ہے یعنے صحابہ کی حیات اور موجودگی اُمت کے

حق میں باعث صلاح اور فلاح تہی۔ **ترمذی مین** حدیث اَللّٰہَ اللّٰہَ فِی اَصْحَابِی اَللّٰہَ اللّٰہَ فِی اَصْحَابِی لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ۔ **ترجمہ** فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرو تم اللہ سے ڈرو تم اللہ سے میرے اصحاب کے مقدمہ میں نہ بناؤ میرے اصحاب کو تیر کا نشانہ کہ بعد میرے انکو گالیاں دو اور بُرا کہو پس جو شخص دوست رکھے میرے اصحاب کو انکو میری دوستی سے دوست رکھا اسکو اور جسنے بغض رکھا ان سے تو اسنے مجھ سے بغض رکھا اور جسنے ایذا دی میرے اصحاب کو اسنے ایذا دی مجکو اور جسنے ایذا دی مجکو تو اسنے ایذا دی اللہ کو اور جسنے ایذا دی اللہ تعالی کو تو پکڑیگا اللہ تعالی اسکو اپنے عذاب میں۔ **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حب صحابہ عین حب نبی ہے اور بغض صحابہ عین بغض نبی ہے اور اذیت صحابی اذیت رسول ہے اور اذیت رسول اذیت خدا ہے خدا اپنے موذی کو عذاب میں پکڑے گا اور **سنن ترمذی مین** حدیث مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ یَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَّنُوْرًا لَّھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یعنے فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس زمین میں میرا کوئی صحابی مرے گا قیامت کے دن وہ وہاں کے لوگو نکا قائد یعنے نکالنیوالا ہو گا اور نور ہو گا واسطے ان کے۔ **ف** زمانہ خلافت راشدہ میں صحابہ بلاد عجم میں متفرق ہو گئے تہے اور خدا تعالی نے انکی ذات سے بیشمار لوگوں کو ہدایت فرمائی۔ **ف** حضرت عمر کہتے ہیں کہ سنے پیغمبر خدا سے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میں اپنے رب سے بعد اپنے صحابہ کے اختلاف ہونیکا سوال کیا تو مجکو وحی کی کہ اے محمد تیرے اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ ستاروں کے ہیں آسمان میں جو بعض اقوی ہیں بعض سے اور ہر ایک کے لئے ایک نور ہو گا اور جسنے اخذ کی کوئی شے ان صحابہ سے کہ جس میں اختلاف ہے تو وہ نزدیک میرے ہدایت پر ہے۔ پہر فرمایا آپنے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اھْتَدَیْتُمْ یعنے میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں پس جسکی پیروی کروگے راہ یاب ہوگے تم **ترمذی مین** اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ۔ **ترجمہ** جسوقت کہ دیکھو تم ان لوگوں کو کہ گالیاں دیتے ہیں میرے اصحاب کو پس کہو تم لعنت خدا کی تمہارے شر پر۔ **ف** یہ حدیث وعید شدید ہے

حق میں اُن لوگوں کے جو صحابہ پر تبرّا کرتے ہیں اور یہ لعنت حقیقت میں راجع ہے طرف فاعل کی لیکن احتیاطاً فعل پر لعنت کی نہ ذات پر۔

باب دوم اُن آیات کریمہ میں جو فضائل اہلبیت میں وارد ہیں

فصل اوّل۔ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ سورہ احزاب کے چوتھے رکوع میں ہے۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجاوے تمسے نجاست اے گھروالو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا۔ یہاں اس بات کا کہ اہلبیت سے کون لوگ مراد ہیں۔ حاصل اسکا یہ ہے کہ جملہ گھر والے ازواج اور اولاد مراد ہیں اور لفظ رجس جو اس آیت میں ہے اس کے معانی کی نسبت تفسیر معالم التنزیل میں مرقوم ہے کہ اَرَادَ بِالرِّجْسِ الْاِثْمَ الَّذِیْ نَھَی اللّٰہُ النِّسَاءَ عَنْہُ قَالَہٗ مُقَاتِلٌ وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَعْنِیْ عَمَلَ الشَّیْطَانِ وَمَا لَیْسَ لِلّٰہِ رِضًی وَقَالَ قَتَادَۃُ یَعْنِیْ السُّوْءَ وَ قَالَ مُجَاھِدٌ اَلرِّجْسُ الشَّکُّ انتہی یعنے ارادہ فرمایا خدا تعالیٰ نے رجس سے اس گناہ کا کہ جس سے عورتوں کو منع کیا ہے یہ قول مقاتل کا ہے اور فرمایا ابن عباس نے مراد ہے اس سے عمل شیطان اور وہ چیز ہے جسمیں خدا کی رضامندی نہ ہو اور کہا ہے قتادہ نے منشاء رجس سے بُرائی ہے اور کہا مجاہد نے معنی رجس شک اور شبہ کے ہیں اور خلاصۃ التفاسیر میں لفظ یُطَھِّرَ اور تطہیر کے معنی اور تفسیر میں عمدہ تقریر کی گئی ہے جو یہاں پر لکھی جاتی ہے وَیُطَھِّرَ صیغہ مبالغہ ہے شامل ہے جمیع اوصاف طہارت کو مثل معرفت حق۔ وتزکیہ نفس وتہذیب اخلاق۔ وصفائی قلب۔ وحیات روح۔ وطہارت ظاہر و تنفر معاصی وغیرہ کے اور مراتب طہارت کے دو ہیں ایک یہ ہے کہ خبث ونجاست زائل ہو جاوے۔ دوسرا یہ کہ صفا اور جلا بھی آجاوے۔ پس ایک مبالغہ سے دوسری مبالغہ کی طرف اشارہ ہے اور تطہیر سے تاکید ہے تاکید ہے اور مبالغہ پر مبالغہ ثابت ہوا کہ اس سے اعلیٰ درجہ طہارت کا متصور نہ ہو سکے۔ انتہی پس حاصل مطلب اس آیت کا حسب تحقیق مفسرین معتبرین کے یہ ہوا کہ اللہ جلشانہ کی غرض موعظت ونصیحت بالتقوی سے دور کرنا گناہ کی نجاست کا اہلبیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آراستہ کرنا ان حضرات کو زیور تقوی اور طہارت سے ہی پس اس آیت سی کمال فضیلت اہلبیت اطہار کی اور نہایت درجہ کی رحمت الٰہی کا متوجہ ہونا بحال سعادت مآل ان حضرات کے رہنا ثابت ہوا۔ اور الضاً یہی ایک آیت فضل اہلبیت پر

کافی وافی شافی ہے۔ اور سورہ آل عمران کے گیارہ رکوع میں ہے۔ وَاعْتَصِمُوا
بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ترجمہ اور پکڑلو رسی اللہ کی سب کے سب اور جدا
جدا نہ ہو۔ **ف** حبل اللہ سے مراد اسلام و قرآن و سنت خیر الانام اور اہلبیت نبوی
مراد ہیں اور فرمایا حضرت امام جعفر صادق نے اس آیت کی تفسیر میں نَحْنُ حَبْلُ اللّٰہِ
یعنے حبل اللہ میں ہم لوگ اہلبیت نبوی حبل اللہ میں داخل ہیں اور سورہ مریم کے سولے
رکوع میں فرمایا اللہ جلشانہ نے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ
لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ط بیشک جو لوگ ایمان لائے اور کام کیئے اچھے مقرر کرے گا
اللہ تعالیٰ واسطے ان کے دوست **ف** حضرت محمد حنفیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔
لَا یَبْقٰی مُؤْمِنٌ اِلَّا فِیْ قَلْبِہٖ وُدٌّ لِعَلِیٍّ وَّاَھْلِ بَیْتِہٖ یعنے کوئی مومن باقی نہ
رہیگا مگر اس کے دل میں محبت علی اور اہلبیت کی ہوگی اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ
آیت اہلبیت کی شان میں ہے اور سورہ بینہ پارہ عم میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ط بیشک جو لوگ
ایمان لاتے اور عمل صالح کیئے وہی تمام خلق کے بہتر ہیں۔ **ف** حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ یہہ آیت حضرت علی کے حق میں نازل ہوئی پس اس آیت کا
نزول بھی اہلبیت کے حق میں ہے۔ کیونکہ حضرت علی بھی داخل اہلبیت ہے اور سورہ شوریٰ
کے چوتھے رکوع میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ
فِی الْقُرْبٰی۔ ترجمہ۔ تو کہہ اے نبی اپنی قوم میں کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے
کچھہ مزدوری نہیں طلب کرتا ہوں مگر یہ کہ قرابت والوں کی محبت چاہتا ہوں۔ **ف**
اس آیت کریمہ سے وجوب محبت اہلبیت اور کمال فضیلت انکی ثابت ہوئی۔ اور
مدارج النبوت میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی
نسبت تحریر فرمایا ہے کہ ہیچیں اختلاف است در آیۂ کریمہ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ
اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی روایت کردہ شدہ است کہ چون نازل شد این آیت
گفتند صحابہ مَنْ اَھْلُ قَرَابَتِکَ فرمود آنحضرت ھٰٓؤُلَآءِ عَلِیٌّ وَّفَاطِمَۃُ
وَابْنَاھُمَا وصواب آنست کہ شامل است تمامہ مردم را کہ قرابت دارند با آنحضرت و این
چہار تن نخبہ جماعت اند یعنی اختلاف ہے اس آیت کریمہ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ میں

مروی ہے کہ جبوقت یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی کہ حضرت کے قرابتدار کون لوگ ہیں تو فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہی لوگ علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین ہیں اور صواب یہ ہے کہ قرابت شامل ہے تمام اُن لوگونکو جو آپ سے قرابت رکھتے ہیں۔ اور یہہ چہار تن یعنی علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین عمدہ اور برگزیدہ اس تمام جماعت کی قرابتدار ہیں ۔

فصل دوم ذکر میں بعض اُن احادیث کے جو فضایل اور مناقب اہلبیت میں مروی ہے

صحیح مسلم میں حدیث عن زید بن ارقم اما بعد الا ایھا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب و انا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ و اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی وفی روایۃ کتاب اللہ فیہ الھدی والنور من استمسک بہ واخذ بہ کان علی الھدی ومن اخطاہ ضل وفی روایۃ ھو حبل اللہ من اتبعہ کان علی الھدی ومن ترکہ کان علی ضلالۃ ۔ ترجمہ ۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد حمد و صلوٰۃ کے جاننا اس امر کا ضروری ہے کہ خبردار ہو جاؤ اے لوگو کہ میں بھی مثل تمہاری آدمی ہوں عنقریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا پیغام لانیوالا آوے تو میں اسکا کہنا مانوں یعنے ملک الموت آوے اور میرا انتقال ہو اور میں تم میں دو بھاری عمدہ چیزیں چھوڑ جاتا ہوں۔ ان دونوں میں ایک اللہ کی کتاب یعنے قرآن شریف جس میں نور اور ہدایت ہے سو خدا کی کتاب کو لو اور خوب مضبوط پکڑو اسکو اور عمل کرو اور دوسرے بزرگ چیز میرے اہلبیت ہیں۔ سو میں تمکو خدا یاد دلاتا ہوں اپنے اہلبیت کے مقدمہ میں سو میں تمکو خدا یاد دلاتا ہوں اپنی اہلبیت کے مقدمہ میں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ خدا کی کتاب میں نور اور ہدایت ہے جسنے اسکو لیا اور مضبوط پکڑا وہ ہدایت پر ہوا اور جسنے اسکو چھوڑا وہ گمراہ ہوا دوسری روایت میں یوں ہے کہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی رسی ہے یعنے اسکو ملنے کا وسیلہ ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ راہ یاب ہوا اور جس نے اسکو

چھوڑا وہ گمراہ ہوا اور راہ کو بھولا - ف - یہہ حدیث شریف رسولخدا نے ہجرت کے نویں سال وقت واپسی حجۃ الوداع کے مقام غدیر خم میں فرمائی تھی اور یہ حدیث شریف ایک معجزہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو واقع ہوا چونکہ بالہام غیبی آپکو معلوم ہو گیا تھا کہ بعد میرے میری اُمت میں اختلاف پڑے گا۔ اور قرآن شریف کے مضمون اور اہلبیت کی محبت اور تعظیم سے لوگ غفلت اور سُستی کریں گے - چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ فرقہ خارجی اور ناصبی اہلبیت کے سخت دشمن ہو گئے اور اہل شیعہ اگرچہ آپکو محب اہلبیت کہلاتے ہیں - مگر چند اماموں کو اور ازواج مطہرہ کو بُرا کہتے ہیں تو حقیقت میں یہ لوگ بھی محب اہل بیت نہ ٹھہرے - کیونکہ دین میں طبعی محبت کا کچھہ اعتبار نہیں کہ جس کو ہمارا دل چاہے اس کے دوست بنجائیں اور جسکو نہ چاہے اس کے دشمن بن جائیں - اس کی مثال ایسی ہے کہ بعض سورہ قرآن شریف کو ماننا اور بعض سے انکار کرنا ہے - الحمد للہ والمنۃ کہ اس حدیث پر پورا پورا عمل اہلسنت کے نصیب ہے - اس لئے کہ ان کا عقیدہ اور عمل قرآن شریف کے موافق ہے اس کے ہوتے کسی چیز پر عمل نہیں کرتے اور تمام اہلبیت کی محبت اور تعظیم واجب جانتے ہیں - حاکم میں حدیث خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ مِنْ بَعْدِیْ یعنے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر تمہارے وہ لوگ ہیں جو بھلیائی سے برتاؤ کریں میرے اہل کے ساتھ میرے بعد میں - ف یہہ حدیث کمال تعظیم اہلبیت پر دلیل ہے اور ابی عاصم اور طبرانی اور ابن مندرہ اور بیہقی میں حدیث مَا بَالُ اَقْوَامٍ یُؤْذِیْنِیْ فِیْ نَسَبِیْ وَ ذِیْ رَحِمِیْ اَلَا وَمَنْ اٰذٰی نَسَبِیْ وَ ذِیْ رَحِمِیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ ترجمہ کیا حال ہے قوموں کا کہ ایذا دیتے ہیں مجکو میری نسب اور میری قرابتی کے بارہ میں خبردار ہو جاؤ جس نے ایذا دی میری نسب اور قرابتی کو پس تحقیق اس نے ایذا دی مجکو اور جس نے ایذا دی مجکو اس نے بیشک تکلیف دی خدا تعالی کو - ف - ابولہب کی دختر جس وقت ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں تو لوگوں نے اُن سے کہا کہ ہجرت تمہاری کسی کام نہیں - اسلئے کہ تو دختر کافر ابولہب کی ہے اور ابولہب کو خدا نے سورہ تَبَّتْ یَدَا میں دوزخی فرمایا ہے - یہ سُنتے ہی دختر ابولہب نے خدمت اقدس جناب پیغمبر خدا کے عرض کی کہ مجکو لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں - یا رسول اللہ انکا کہنا سچ ہے - تو آپ سُنتے ہی کمال غصہ میں آگئے اور یہہ حدیث فرمائی جس سے دو

مسئلہ مستنبط ہوئے ایک یہ کو والدین کا فرار مشرک ہونا اولاد کو اور اولاد کا ماں باپ
کو مطلق ضرر نہیں کرتا ہے **دوم** - رسول اللہ کے نسبی اور قرابتی کو از روئے نسب بُرا کہنا کفر
ہے - البتہ اگر ان کے اعمال خلاف طریق نبی کے ہوں تو ان کی اتباع اور صحبت جائز نہیں
اور طبرانی اور دار **قطنی میں** حدیث وَعَدَنِیْ رَبِّیْ فِیْ اَهْلِبَیْتِیْ مَنْ اَقَرَّ
مِنْهُمْ بِالتَّوْحِیْدِ وَلِیْ بِالْبَلَاغِ اَنْ لَّا یُعَذِّبَهُمْ یعنے فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وعدہ کیا میرے رب نے مجھ سے میرے اہلبیت کے بارے میں
کہ جو شخص میری توحید اور میری رسالت کا اقرار کریگا اسکو عذاب نہ کریگا - **ف** - اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ کا واحد جاننا اور پیغمبر کو اسکا رسول برحق ماننا شرط
ہے حاکم میں حدیث اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ لَهٗ مِنْ اُمَّتِیْ اَهْلِبَیْتِیْ ثُمَّ الْاَقْرَبُ
فَالْاَقْرَبُ مِنْ قُرَیْشٍ ثُمَّ الْاَنْصَارُ ثُمَّ مَنْ اٰمَنَ بِیْ وَاتَّبَعَنِیْ مِنَ
الْیَمَنِ ثُمَّ سَائِرُ الْعَرَبِ ثُمَّ الْاَعَاجِمُ وَمَنْ اَشْفَعُ لَهٗ اَوَّلًا اَفْضَلُ
ترجمہ یعنے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اول جن کی شفاعت کرونگا میں
اپنی اُمت سے وہ اہلبیت میری ہیں پھر انکی جو انکی قریب ہیں - پھر انکی جو انکی قریب قریش
سے ہے - پھر انصار کی - پھر وہ شخص جو ایمان لایا اور اتباع میری کی اہل یمن سے - پھر تمام
عرب پھر تمام عجم کی اور جس کی اول شفاعت کرونگا میں وہ افضل ہے **ف** - یہہ حدیث
اہلبیت رسالت کے افضل اُمت ہونے پر دلیل ہے **بیہقی میں** لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ
حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ نَّفْسِهٖ وَتَکُوْنَ عِتْرَتِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ
عِتْرَتِهٖ وَاَهْلِیْ اَحَبَّ مِنْ اَهْلِهٖ وَذَاتِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ ذَاتِهٖ ترجمہ یعنے
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بندہ مومن نہ ہوگا یہاں تک کہ میں محبوب ہو جاؤں
طرف اس کی اس کی جان سے اور میری عترت زیادہ محبوب ہو اس کے اقارب سے اور میری
اہلبیت دوست ترین ہو جائیں اس کے اہل وعیال سے اور میرا نسب زیادہ محبوب ہو جاوے
اس کو اس کے نسب سے روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے مرفوعاً **ف** اس حدیث سے ثابت
ہوا کہ بغیر محبت اہلبیت رسول اللہ بندہ ایمان دار نہیں ہوتا ہے **بیت**

بے حُبِّ اہلبیت عبادت حرام ہے * غافل تیری نماز کو میرا اسلام ہے

مشکوٰۃ میں حدیث عَنْ زَیْدِ ابْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ کِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ وَلَنْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِیْهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ - ترجمہ - روایت ہے زید بن ارقم سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق چھوڑتا ہوں میں تم میں وہ چیز کہ اگر پکڑے رہوگے اسکو ہرگز گمراہ نہ ہوگے بعد میرے یعنی وفات میری کے بعد اور ایک ان میں کتاب اللہ کی بڑی ہے اور دوسری میری عترت ہے جیسا کہ بیان کیا قول اپنے کا کہ چھوڑتا ہوں میں کتاب اللہ کو اللہ کی کتاب ایک رسی ہے دراز آسمان سے زمین تک اور عترت میری یعنے اہلبیت ہرگز جُدا نہ ہونگے دونو آپس میں یہاں تک کہ وارد ہوں گے میرے پاس حوض کوثر پس تامل کرو کہ کیونکر تم مخالفت کروگے ان دونوں کے مقدمہ میں - ف معنے عترت قوم اور قرابتی اور اہلبیت کو کہتے ہیں جو آپ سے قیام قیامت تک ہوں گے - اور ذریت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تاویل اور فکر کرو کہ کیونکر خلیفہ ہوتے ہو تم میری کتاب اور عترت میں آیا خلف صدق ہوتے ہو یا بر خلاف اس کے حاصل یہ ہے کہ سوچ کیسا معاملہ کرتے ہو ساتھ ان کے بعد میرے اچھا یا بُرا نقل کی یہ ترمذی نے **وَعَنْهُ** اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِیٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ روایت ہے زید بن ارقم سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین یعنے ان کے حق میں فرمایا کہ مَیں لڑنے والا ہوں اس شخص سے جو صلح کرے ان سے نقل کی یہ ترمذی نے ف معنی اسکی یہ ہیں کہ جسنے دوست رکھا اس کو اس نے دوست رکھا مجکو اور جس نے دوست نہ رکھا تجکو وہ دوست نہ رکھیگا مجکو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یوں روایت ہے کہ کہا فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے دوست رکھا مجکو اور دوست رکھا ان دونوں یعنے حسن اور حسین کو اور ان دونوں کے ماں باپ کو ہوگا ساتھ میرے بیچ درجہ میرے کے دن قیامت کے روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے اور کہا ترمذی نے کہ ہوگا ساتھ میرے جنّت میں - ترمذی بیچ حدیث قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰهَ

م جو جنگ کرے ان سے اور میں صلح کرنے والا ہوں اس شخص سے

لِمَا يَغْذُوْ اَكُمْ مِنْ نِعْمَتِہٖ فَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَ اَحِبُّوْا اَھْلَبَیْتِیْ لِحُبِّیْ رَوَاہُ التِّرْمَذِیْ۔ روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوست رکھو خدا کو بسبب اس کے کہ نعمت دیتا ہے تمکو اور دوست رکھو مجھکو بسبب دوست رکھنے خدا کے مجھکو اور دوست رکھو اہلبیت میرے کو بسبب دوست رکھنے میرے کے انکو روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے۔ ف۔ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص محبت رسول اللہ کا دعوی کرے تو اسکو آپکی خوشنودی کے لئے یہ ضرور ہوگا کہ آپ کے فرزندوں کو بھی دل و جان سے دوست رکھے اور صاحب **تفسیر کشاف زاہدیہ** سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اہلبیت کو پیار کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اس کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے تو خدا تعالی اسکو رحمت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے اور اس کے حق میں بکثرت نیکی درج کرتا ہے۔ **کشاف** کے دوسرے مقام پر یوں منقول ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوشیار ہو جاؤ اے لوگو جو کوئی محمدؐ کی اولاد پر دوستی سے جان دیگا وہ ثابت قدمی سے پلصراط پر سے گذریگا اور محمد کی اولاد پر مرنا شہادت کا ذریعہ ہے اور جو محمدؐ کی اولاد پر اپنا جان و مال فدا کر دیگا اس کو جنت میں ایسے بناؤ سنگار کے ساتھ بھیجیں گے جیسے دلہن کو آراستہ کر کے دولہا کے گھر بھیجتے ہیں اور تم میں جو کوئی محمدؐ کے فرزندوں کی محبت پر مریگا وہ طریقہ اہلسنت وجماعت پر مرے گا۔ **تفسیر دررمین** لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہم اور ہمارے اہلبیت کو دوست رکھے اور انکی تکریم وتعظیم کرے یعنے اسکو محبوب جانے تو جنت میں اس کو خدا تعالی ہمارا ہی ہمنشین کریگا اور **اشرف النبوۃ مین** ہے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مَیں قیامت کے دن چار شخصوں کی ضرور شفاعت کرونگا اگرچہ تمام اہل زمین کے گناہ سر پر لیکر آئیں۔ **اول** وہ شخص جو میری اولاد کی تعظیم وتکریم کرے۔ **دوم**۔ وہ شخص جو انکی حاجت بر آری میں مشغول ہو **سیوم**۔ وہ شخص جو انکی دوستی پر مال جان قربان کرے **چہارم**۔ وہ شخص جو میرے اہلبیت کی پردہ پوشی کرے اور **تفسیر کشاف مین** حضرت علی سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے میری اہلبیت پر ستم کیا اور میری اولاد کے ایذا کے درپئے ہوا تو اسپر یقیناً جنت حرام ہے ۔

باب سیوم ان احادیث و آثار و تحقیق اقوال علمائے متقدمین مین جو فضیلت حسنین کے وارد ہین

شیخ مجدالدین فیروز آبادی مصنف قاموس اپنی کتاب قاموس مین اہلبیت کے معنے یوں فرماتے ہیں کہ اہل کا لفظ چند معنی کی طرف مضاف ہوا کرتا ہے کبھی بولا کرتے ہیں اہل الرجل یعنے اسکے اقربا اور کبھی کہتے ہیں اھل الامر یعنے والی امر حاکم بادشاہ صاحب خانہ واہل البیت یعنے گھر کے رہنے والے اور کبھی اہلبیت کا اطلاق مذہب پر بھی آتا ہے۔ اور کبھی بولا کرتے اہل الرجل یعنی اس کی زوجہ اور اہل النبی پیغمبر کی بیویاں اور صاحبزادیاں اور کبھی بولا کرتے ہیں اہلبیت پیغمبر کے قرابتی لوگ جنکو زکوٰۃ لینی حرام ہے یعنی بنو ہاشم یعنی آل علی آل عباس آل جعفر آل عقیل اور کبھی لفظ اہلبیت اولاد النبی بھی ہوا کرتا ہے اور اسوقت حضرت فاطمہ اور حسن اور حسین ہیں اور کثرت کمالات کی وجہ سے حضرت علی بھی اسمیں شامل ہے غرضکہ اہلبیت کا اطلاق مختلف معانی پر آتا ہے جیسا کہ ذکر ہوا مگر میری مراد یہاں اہلبیت سے صرف حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں صحیح مسلم مین حدیث عَنْ سَعْدَ ابْنَ وَقَّاصِ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلِیْ یعنے عَلِیًّا وَ فَاطِمَۃَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ یعنے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے بارخدایا یہ میری اہلبیت ہیں یعنی علی مرتضیٰ اور فاطمۃ الزہرا اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔ **ف**۔ جب نجران کے نصاریٰ نے اسلام کی عدم حقیقت میں بہت تقریریں کیں اور مذہب نصاریٰ کو حق کہنے لگا اسوقت خدا تعالیٰ نے یہ آیت سورہ آل عمران رکوع چھ میں فرمائی۔ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ترجمہ۔ کہہ اے محمدؐ جو جھگڑا کرے تجھ سے اس بات میں بعد اس کے کہ پہونچا تجکو علم تو کہہ آؤ بلا دیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پر دعا کریں اور لعنت ڈالیں اللہ کی جھوٹوں پر اور بموجب حکم نازل ہونیکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوقت صبح اس صورت پر نکلے کہ امام حسن کا ہاتھ پکڑے ہوئے اور

امام حسین کو گود میں لیا اور فاطمہ زہرا آپ کے بعد فاطمہ کے بعد علی المرتضیٰ پھر پکار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلِیْ یہ حدیث بیان فرمائی جب نصاری نے یہہ مبارک نورانی شکلیں دیکھیں تو ڈر گئے اور مباہلے سے انکار کیا بلکہ جزیہ دینا پیغمبر خدا کو اپنے دین نصاری پر رہنے کا دیا۔ اس حدیث سے بڑا کمال پنجتن یعنے حضرت علی اور حسن اور حسین اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کا ثابت ہوا۔ **حدیث**۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی صحابہ سے فرمایا کہ بتلاؤ عورتوں کیواسطے کون چیز بہتر ہے اور مردوں کیواسطے کون چیز افضل ہے مگر کوئی شخص صحابہ سے اسکا جواب نہ دیسکا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ گھر میں تشریف لاتے اور حضرت فاطمہؓ سے قصہ بیان کیا تو آپنے فرمایا کہ آپنے اسکا جواب یہ کیوں نہیں دیا کہ عورتونکو یہی بہتر ہے کہ مردونکو نہ دیکھیں اور مردونکو بھی یہی افضل ہے کہ عورتونکی طرف نہ دیکھیں پس یہ جواب سیکھہ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ مجلس نبوی میں حاضر ہوئے اور اس جواب باصواب کو عرض کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جواب کس سے سیکھا ہے عرض کیا کہ فاطمہ سی تو پھر پیغمبر خدا نے فرمایا کیوں نہ ہو اِنَّمَا فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ یعنے فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے کمال درجہ انس تھا اور امام **فخر الدین رازی** صاحب تفسیر کبیر نے لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اہلبیت رسالت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ امور کے ساتھ برابر کردیا۔ **ایک** درود بھیجنے میں حالت تشہد نماز کے۔ **دوم** سلام میں۔ **سوم** طہارت آیۃ تطہیر سے **چہارم**۔ صدقہ کی تحریم یعنی زکوٰۃ کے لینے میں **پنجم**۔ وجوب محبت میں۔ اور **صحیح بخاری و مسلم میں** براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا دیکھا رسولخدا صلعم کو حسن بن علی کو دوش مبارک پر چڑہائے ہوئے فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ یعنے اے اللہ میرے میں حسن کو دوست رکھتا ہوں پس تو بھی اسکو دوست رکھ **صحیح بخاری میں** حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ حسن بن علی آپکے پہلو میں تھے اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف اور کبھی امام حسن کی طرف نظر کرتے تھے اور فرمایا آپنے اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یعنے فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کو دیکھکر کہ بیشک لڑکا میرا سردار ہے۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ بسبب اس کے صلح کرادی مابین دو بہاری گروہ مسلمانوں کے۔ **ف**۔ بعد شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اہل عراق نے حضرت امام

حسن کو اوبہارا اور آپکی بیعت کر کے ملک شام کے لے لینے پر آمادہ کر کے شام کی طرف
روانہ ہوئے اور جسوقت دونوں لشکر مقابل ہوئے امیر معاویہ اور امام حسن تو حضرت امام حسن
کو معلوم ہوا کہ ہم سے کوئی غالب اور مغلوب نہو گا۔ یہاں تک کہ جماعت عظیم مقتول ہو گی۔ پس
اسوقت بنجیال قتل اہل اسلام آپنے امیر معاویہ سے صلح کر لی اور چند عہد و مواثیق امیر معاویہ سے
کئے کہ بعد آپکے یہ حق ہمارا ہے اس نے بھی مان کر صلح کر لی۔ اس عہد و مواثیق پر کر لی۔ بعد
اس کے جو ظہور میں آیا حاجت بیان نہیں ہے اور **ترمذی مین** حدیث اَلْحَسَنُ
وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ترمذی میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔
ف امام نودی رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے معنے پوچھے گئے تو فرمایا کہ یہ دونوں صاحبزادے
اگرچہ سن رسیدہ ہو کر انتقال کریں لیکن جو شخص جوان ہوا اور جنتی ہوا یہ اوس کے سردار ہیں
اور سب اہل جنت تینتیس ۳۳ سالہ ہوں گے اور یہ لازم نہیں کہ سردار بھی ہم سن قوم کا ہو۔ انتہی اور
بعض علمانے فرمایا ہے کہ انبیاء اور خلفائے راشدین اس حدیث سے مستثنیٰ ہیں اور **صحیحین
مین** حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهٗ۔ **ترجمہ** کہ اے اللہ حسکو مَیں دوست رکھوں پس تو
بھی اسکو دوست رکھہ اور دوست رکھہ اسکو جو دوست رکھے اسکو **ف**۔ یہ حدیث صحیح بخاری و
مسلم کی محبان حسن کے لئے مژدہ جان بخش ہے یعنی جو شخص امام حسن کو دوست رکھے گا اسکو اللہ
اور رسول اوسکا بہت دوست رکھیں گے۔ حاکم **مین حدیث** حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ
اَللّٰهُمَّ اَحِبَّ حُسَیْنًا حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ **ترجمہ** یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا حسین مجھہ سے ہے اور مَیں حسین سے ہوں۔ اے اللہ میرے دوست
رکھتا ہوں میں اس شخص کو جو دوست رکھے حسین کو اور حسین نواسہ میرا ہے منجملہ نواسوں کے۔
ف۔ اس حدیث سے کمال درجہ محبت کا ثابت ہوا اور ایسی کلمات فرمائے کہ حسین مجھ سے
اور مَیں حسین سے ہوں۔ کمال اتحاد اور محبت کی جگہہ ایسے کلمات بولے جاتے ہیں۔ **ابن حبان
وغیرہ مین** حدیث مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَفِیْ لَفْظٍ
اِلٰی سَیِّدِ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی حُسَیْنِ ابْنِ عَلِیٍّ۔ **ترجمہ**۔ ابن حبان
وغیرہ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم سنے کہ جس شخص کو یہہ خوش معلوم ہو کہ نظر کرے طرف اس شخص کی جو اہل جنت
سے ہے۔ پس چاہیئے کہ نظر کرے طرف حسین ابن علی سردار جوانان اہل جنت کے حدیث
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَ اَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ۔ ترجمہ۔ اے اللہ میں بیشک
حسین کو دوست رکھتا ہوں پس تو بھی اسکو دوست رکھہ اور دوست رکھہ اسکو جو دوست
رکھے اسکو یعنے دوستدار کے دوستدار کو بھی دوست رکھہ۔ ف۔ یہ حدیث محبان
حسین کے لئے بشارت ہے اور وہ محب آپ کے اہلسنت وجماعت ہیں۔ کیونکہ انہوں نے
مثل آپکی دوست رکھا ہے یعنے جس طرح خدا کے رسول نے فرمایا اسی طرح عملیں آیا۔ اور
نہ اپنے نفس کی پیروی سے مثل نصاری کے جو انہوں نے بہت محبت کی حضرت عیسیٰ
علیہ السلام سے اور ایسی بات کے قایل ہوئے جس کے لایق حضرت عیسیٰ نہ تہا یعنی
ابن اللہ کے قایل ہوئے اور خدا سے دشمنی کی۔ حدیث۔ زید بن زیاد سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ صدیقہ کے گھر سے باہر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر
کی طرف گذر ہوا اور امام حسین کے رونے کی آواز سنی تو پیغمبر خدا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
کو فرمایا اَلَمْ تَعْلَمِیْ اَنَّ بُکَاءَہٗ یُؤْذِیْنِیْ کہ اے فاطمہ تو نہیں جانتی کہ حسین کا رونا
مجکو تکلیف دیتا ہے۔ پہر فرمایا آپ نے حدیث هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا
یعنے حسن اور حسین دو پہول میرے ہیں دنیا میں روایت کیا اسحدیث کو بخاری اور ترمذی
نے حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے جسنے میری قرابت کو ایذا دی اسنے مجکو ایذا
دی اور جسنے مجکو ایذا دی اسنے خدا کو ایذا دی اور جسنے خدا کو ایذا دی خدا اپنے موذی کو سخت
پکڑیگا عذاب میں اور یہہ بھی فرمایا کہ مجکو قسم ہے اس ذات پاک کی جسکی قبضہ قدرت میں میری
جان ہے جبتک آدمی مجھسے محبت نہ رکھے اسکو ایمان نہیں اور نشان محبت میری کا محبت
اہلبیت میری سے ظاہر ہے ف۔ قرآن شریف کی محبت خدا کی محبت کی نشانی ہے اور
اہلبیت کی محبت پیغمبر کی محبت کی نشانی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ جو شخص سیادت کا [illegible]
کرے اسکا ادب واجب ہے اور تجسس میں پڑنا حرام ہے۔ ہاں اتنا خیال [illegible] ضروری کرے
تبرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کس درجہ ہے اور محبوں کے لئے تو ان اشیا میں
محبت رکھنی ہی عین ایمان ہے دیکہو جب بیجان چیزیں کہ جنکو پیغمبر خدا نے ایک یا دو دفعہ
مساس کیا ہو اسدرجہ کو پہونچے تو بہلا یہ خیال کرو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارہ

اور کا الجزو ہوں ان سے کس درجہ محبت ہونی چاہیئے۔ مسئلہ اہلسنت والجماعۃ کا اتفاقی مسئلہ ہے کہ مومن گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا ہے ویساہی سید بھی فسق کے سبب سے سیادت سے خارج نہیں ہوتا ہے **بیت** گوہر اگر در خلاب افتد ہماں نفیس است۔ غبار گر بر آسمان رود ہماں خبیث است **ترجمہ** موتی اگر سنڈاس میں پڑے تو پاک ہی رہتا ہے۔ زمین کا کوڑا کرکٹ اگر آسمان پر چڑھ جائے تو وہ ویسا ہی پلید ہے۔ **مصرعہ** بندگی بائیہ پیغمبر زادگی منظور نیست۔ یہ مصرعہ کا مضمون سادات کرام کو لوح دل پر جمانا چاہیئے نا یہ کہ ہم محبان اہلبیت یہ مصرعہ دل پر جما کر سادات کرام کو حقارت کی نظر سے دیکھا کریں اور ایسے خیال سے محبت اللہ اور رسول سے خارج ہو جائیں۔ مگر سادات کرام کو بفحوائے آیت کریمہ عمل کرنا چاہیئے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی خدا کے بہت اچھا تم سے وہ ہے جو خدا سے ڈرے۔ یہ مضمون سادات کو ضروری لازم ہے کہ لوح دل پر ثبت فرما دیں اور ہم محبان اہلبیت کو بپاس خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با ادب دست بستہ حاضر خدمت رہنا چاہیئے۔ اگرچہ پیغمبر خدا نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہہ فرمایا۔ اِتَّقِیْ وَلَا تَتَّکِیْ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِعْمَلِیْ اِعْمَلِیْ یعنے پیغمبر نے حضرت فاطمہ کو فرمایا خدا سے ڈر اور یہہ گمان نہ لیجا کہ میں پیغمبر کی بیٹی ہوں اے فاطمہ عمل کر اچھا عمل کر۔ مگر امت کو بلا استثنا انکی محبت ہی کرنا فرمایا ہے۔ اور بعض لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی مثال دے کر اپنا عقیدہ ظاہر کرتے ہیں سو سمجھنا چاہیئے کہ وہ تو قطعی کافر تھا ماشاءاللّٰہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کوئی سید روئے زمین پر ایسا نہ ہوگا جو دین رسول اللہ سے مرتد ہو گیا ہو اور اسی عقیدہ پر فوت بھی ہووے۔ **ف**۔ اگر کوئی سید شرعاً مستحق حدود جنایت کا ہو تو ہمکو لازم نہیں کہ اس کے ادب میں خرق ملا دیں کیونکہ اگر باپ اپنے بیٹے کو تادیب کرے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور لوگ بھی اس کی تذلیل کریں ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو بے ادبی اور عداوت اور استخفاف لوگ سادات کے ساتھ کریں گے وہ سب کچھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ہوگا۔ کیونکہ سادات کا گوشت دین وایمان لحمہ و شحمہ سب محمدی ہے اگر کوئی تعصب سے منکر ہووے تو اسکو کہدیا جاوے کہ پہلے تجھہ سے بڑھ چڑھ کر متعصب گذر چکے ہیں۔ وَقَتْلَھُمُ الْاَنْبِیَآءَ بِغَیْرِ الْحَقِّ جنکی شان میں یہ آیت آچکی ہے یعنی قتل کیا انہوں نے پیغمبروں کو ناحق تعصب سے۔

فصل اول حسنین کی فضائل مین

ترمذی و نسائی و ابو داؤد و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ
ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منبر پر خطبہ خوان تھے۔ اور جناب حسنین سرخ کپڑے پہنے
ہوئے خدمت اقدس نبوی میں آرہے تھے اور مسجد صحن تک آتے ہی صغر سنی یا ضعف کیوجہ سے
دونوں بچوں کے پاؤں لغزش کرنے لگے اور چلنے میں گرگر پڑتے ہیں پیغمبر خدا منبر سے دیکھکر
نیچے اُترے اور دونوں بچوں کو گود میں اُٹھا کر منبر پر تشریف لے گئے اور اپنے پہلو میں بٹھا کر
فرمایا کہ سچ ہے قول اللہ تعالیٰ کا اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ یعنے
مال اور اولاد تمہاری تمہاری آزمایش ہے جو میں ان دونوں بچوں کو چلنے میں گرگر پڑتے دیکھا تو
مجھ سے رہا نہ گیا منبر سے نیچے اُترکر اوٹھا لیا اور خطبہ ترک کیا۔ حدیث مین انس سے روایت
ہے کہ کسی نے پیغمبر خدا سے سوال کیا کہ آپکو اہلبیت سے زیادہ کون عزیز ہے تو آپنے کہا کہ حسنین
ہیں اور آپ اکثر حضرت فاطمہ زہرا کو فرماتے تھے کہ میرے بچوں کو بلاؤ جب دونو صاحبزادے
گھر میں تشریف لاتے تو آپ انکو گلے میں لگاتے اور بوسہ رخ پر دیتے اور سونگھتے اور فرماتے کہ
یہ میرے دونوں پھول ہیں طبرانی مین ابی ایوب سے روایت ہے کہ کہا مَیں بخدمت
جناب پیغمبر خدا کے ہاں حاضر ہوا تو حسنین حضور پُر نور میں کھیل رہے تھے اور پیغمبر خدا انہوں سے
بہت محبت کر رہے ہیں۔ مَیں نے یہ حال دیکھکر عرض کی کہ حضرت آپ ان سے بہت پیار کرتے
ہیں تو فرمایا کیوں نہیں یہ میری بچی کے باغ کے دو پھول ہیں۔ عسکری امثال مین حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اولاد ماں باپ
کے واسطے ریحان ہوا کرتے ہیں اور میری ریحان حسن اور حسین ہیں اور بغوی محی السنہ یعلی سے روایت
کرتے ہیں کہ حضرات حسنین دوڑتے ہوئے ایک دن پیغمبر خدا کے ہاں حاضر ہوئے آپنے ان
دونوں کو اُٹھا لیا اور فرمایا کہ تم میری بچی کے بچے ہیں جو انکو دوست رکھتا ہے وہ مجکو ہی دوست
رکھتا ہے۔ ترمذی مین اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ میں ایک رات کسی ضروری کام کیواسطے
خدمت اقدس نبوی میں حاضر ہوا۔ جب اپنے ضروری کام سے فراغت پا چکا تو دیکھا کہ آپنے
کوئی عمدہ چیز کی مانند پارچہ کے نیچے چھپائی ہوئی ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کیا چیز چھپائی
ہوئی ہے تو آپنے چادر کو اُٹھایا تو مَیں نے دیکھا کہ دونو صاحبزادی ہیں۔ پھر فرمایا آپنے کہ اے بار

خدایا میں انکو دوست رکھتا ہوں تو بھی انکو دوست رکھہ اور دوست رکھہ انکو جو دوست رکھے
انکو اور انکے دوستداروں کے دوست کے دوست رکھنے والے کو بھی دوست رکھہ **ابی شیبہ**
و طبرانی کبیر مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ مجکو فرمایا پیغمبر خدا نے کہ ای ابوہریرہ
مین حسنین کو دوست رکھتا ہوں اور تجکو بھی مناسب ہے کہ انکی دوستی کو سب کی دوستی پر
ترجیح دیں اور انکے دشمنوں کو اپنا ہی دشمن تصور کریں **طبرانی مین** ابن مسعود سے روایت
ہے کہ کہا فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص میری محبت کا دعوے کرے اُسے لازم
ہے کہ پہلے حسنین کو دوست رکھے۔ **ابو نعیم مین** حضرت علی سے روایت ہے کہ کہا فرمایا
رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہرا کو کہ میرے سوا جسقدر دنیا میں نبی آئے انکی اولاد
سے کوئی نہ کوئی ضرور نبی ہوتا رہا۔ میری اولاد میں کوئی نبی نہ ہوگا۔ تاہم میری چچی کی بچے
یحیی اور عیسیٰ کے علاوہ جو دونوں خالہ زاد بھائی ہیں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔
ف۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ سلسلہ نبوت کا انبیاء کی اولاد سے قایم رہا مگر میری اولاد میں
نبوت نہ ہوگی۔ کیونکہ نبوت کا خاتمہ اور رسالت کا انجام مجہپر ختم ہے ہرچند کہ میرے فرزند نبی
نہیں مگر جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
مجکو فرمایا پیغمبر خدا نے کہ مجکو خوشخبری دی ہے جبرائیل نے یہ کہ حسنین گوشوارہ عرش مجید
کے ہیں۔ **ابن عساکر** انس وابان سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ کوئی کسیکی
تعظیم کو نہ کہڑا ہو مگر حسنین اور اوسکی اولاد کے لئے تعظیماً جائز ہے **رسالہ مناقب السادات**
مین قاضی شہاب الدین دولت آبادی مصنف تفسیر بحر مواج نے اونہوں سادات کرام کی
تعظیم وقیام میں ایک پورا باب تحریر کیا ہے جسکو شوق ہو اسمیں نگاہ کرے اور حضرت
امام ابو حنیفہ کوفی کے حق میں مناقب شیخ ابو سعید ماوردی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ
امام اعظم سادات کی تعظیم وقیام میں اس درجہ مبالغہ کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ ایک دن میں
کئی کئی بار اُٹھتے اور بیٹھتے تھے چونکہ لوگوں کو اسکا ظاہری حال معلوم نہ تہا۔ پہر عرض کی کہ
جناب کے بار بار نشست و برخاست کا کیا سبب ہے۔ تو آپنے جواب دیا کہ ان بچوں میں ایک بچہ
سید ونکا ہے میری نظر جب اسپر گذرتی ہے تو اس کے ادب کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور
شیخ عبدالحق محدث دہلوی شیخ امان پانی پتی کے احوال میں تحریر کرتے ہیں
کہ میرے والد شیخ سیف الدین نے فرمایا کہ شیخ امان قدس سرہ طالب علموں اور دین کے

راہ چلنے والوں کو بیٹھہ کر سبق دیا کرتے تھے اور جب کہیں سادات کے بچے کھیلتے کھیلتے سامنے آجاتے تو اُٹھکر کھڑے ہوجاتے جبتک وہ کھیلتے رہتے کھڑے رہتے اور لوگوں کو یہ حال معلوم نہ تھا۔ آخرش عرض کی کہ جناب بیٹھہ جایا کریں تو شیخ امان قدس سرہٗ نے فرمایا کہ امان کو کیا طاقت ہے کہ اولاد رسول کھڑی ہو اور امان بیٹھہ رہے۔ ھکذا فی اخبار الاخیار طبرانی کبیر میں عقبہ بن عامر سے نقل کرتے ہیں کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوجائیں گے تو جنت جناب الٰہی میں عرض کریگا کہ اے بار خدایا تونے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تجکو میں اپنے دوستوں سے زینت دونگا سو وہ کون ہے جس سے مجکو زینت ہے تو اللہ تبارک و تعالے فرماویگا کیا وہ تمکو معلوم نہیں ہوا کہ وہ میرے دوست حسن اور حسین ہیں جو تیرے لئے زینت اور عرش کے دو گوشوارہ ہیں۔ پھر جنت دُلہن سا ناز کریگا اور ابن مندہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت خاتون جنت مرض الموت پیغمبر خدا کے حضرات حسنین کو ہمراہ لیکر عرض کی کہ جناب حضور کے یہ بچے ہیں انکو کچھہ بطور ورثہ عطا کیجئے تو فرمایا آپنے حسن کو میری ہیبت اور یادت بخشی اور حسین کو شہادت و سخاوت و ہمت دلیرانہ عطا کی ہو اور ابن عساکر میں یوں فرمایا کہ حسن کو حلم اور ہیبت دی اور حسین کو اپنی عزت و تجلد یعنے شجاعت دی اور ان دونوں حدیثوں سے ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا کی میراث بجز کمال صفات انسانی کے اور کوئی چیز نہ تھی چنانچہ حسنین کو وہی دی۔ صحیح بخاری میں نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرِثُ اور ایک اور ایت میں لَا نُوْرِثُ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا یعنے ہم انبیا کے گروہ کسی کے وارث اور نہ کوئی ہمارا وارث ہے اور ایک روایت میں نہیں ہم وارث درہم اور دینار کے اور جو خدا تعالی نے ہمکو علم عطا کیا سو اس میں سب مسلمان کا حق ہے اور ترمذی میں اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِيْ فِيْكُمْ كَمَثَلِ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ فَمَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ یعنی فرمایا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار ہو جاؤ مثال اہلبیت میری کی تم میں مثل کشتی نوح کی ہے سو جو سوار ہوا اسپر وہ ساحل نجات پر پہونچا۔ اور جس نے تخلف کیا وہ دریا کے بھنور میں ڈوب مرا۔ اور ہلاک ہوا۔ اور تفسیر عزیزی میں وہ حدیث جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے ساتھہ تشبیہ دی اور فرمایا کہ پہلی اُمتوں میں بڑا بھاری بدبخت قدار بن سالف تھا کہ جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں

کاٹ ڈالیں۔ اور قوم اس کی سب اس کے عوض میں ہلاک کردی گئی اور میری
اُمت سے بڑا بھاری بدبخت وہ شخص ہوگا جو اے علی تیری ڈاڑہی کو اس
تلوار سے خون رنگین کرے گا۔ سو محقق ہوا کہ آپ کو ابن ملجم خارجی مذہب نے شہید کیا۔
سوال۔ ناقہ صالح علیہ السلام کی کونچیں کاٹ ڈالے جانے پر عذاب الٰہی نازل
ہوا جو قوم ثمود کی سب ہلاکت ہوگئی۔ اور حضرت علی کے قتل کرنے پر کچھہ بھی
نہ ہوا یہہ تشبیہ علی کے ساتھ ناقہ صالح علیہ السلام کی کس طرح درست ہوئی
جواب۔ ناقہ صالح علیہ السلام اور حضرت علی میں بڑا فرق ہے مگر دو وجہ سے
میں ظاہر عام سمجھہ بیان کرتا ہوں ٭ **وجہ اول** یہہ ہے کہ اونٹنی صالح علیہ السلام
کے مارے جانے پر سب قوم ثمود دل سے راضی و خوش تھی۔ اس لئے سب کے
سب ہلاک ہوگئے تھے۔ اور اس اُمت میں اکثر لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے قتل ہونے سے سخت بیزار قاتل پر ہوئے بلکہ ایسی حرکت بیجا کرنے سے اسپر
نفرین اور لعنت کرتے رہے۔ **وجہ دوم** یہ ہے کہ اونٹنی کے مارے جانے کے
بعد اونٹنی کا بچہ بھی اوسی غار میں جا چھپا کہ جہاں سے اونٹنی نکلی تھی اور حضرت
صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے بعد افسوس کے کہا تھا کہ اگر تم سے یہ اونٹنی
جاتی رہی ہے تو اس کے بچہ کو اپنے میں سے نہ جانے دینا ورنہ تین دن کے بعد
ہلاک ہو جاؤ گے۔ اونہوں نے بچہ کو پکڑنا چاہا تو وہ بچہ غار میں جا کر پوشیدہ ہوگیا
اور اس اونٹنی کا دُنیا میں نام و نشان مٹ گیا۔ اور تین دن کے بعد وہ
قوم سب ہلاک ہوگئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے بعد آپکی اولاد امجاد
باقی رہی اور آپکا نام و نشان اور نور اس ولایت کا کہ جس کے آپ حامل تہے
نسلاً بعد نسلاً قایم رہا۔ کیونکہ جو آپکی اولاد فاطمہ زہرا کے ذریعہ سے اولاد در اولاد
پیدا ہوتا گیا وہی اپنے وقت کا امام ہوتا گیا۔ ہر چند کہ وہ ہیئت اجتماعی
مٹ گئی تھی لیکن وہ نور متفرق اور منتشر ہو کے موافق استعداد کے ہر فرد
میں اہل خیر سے قایم رہا۔ اِن سببوں سے یہ اُمت اس طرح کے عذاب سے
بچ گئی۔ **حدیث میں** ہے کہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ تارے
امان ہے آسمان کے لئے اور میری اہلبیت امان ہے اہل زمین کے لئے۔

سو جب ستارے چلے جاویں گے تو آسمان فناہ ہو جاویگا اور جب میری اہلبیت چلی جاوے گی تو زمین فناہ ہو جاوے گی اور یہی مطلب اس آیت کا ہے وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ یعنے تیری اُمت پر عذاب نہیں اوتارونگا جبتک کہ تو ان میں ہووے اور آپ کا ہونا قیامت تک اُمت کے ساتھ ہے جیسا کہ حدیث کے لفظ سے اَھْلُبَیْتِیْ اَمَانُ اَھْلِ الْاَرْضِ اور جب اہلبیت امان الارض ٹھیرا تو قیامت تک آپکا وجود اُمت میں ہے جیسا کہ دوام اہلبیت ہے تو گویا پیغمبر خدا کی دوامگی ان نشانیوں سے ہویدا ہے اور اہلبیت پیغمبر خدا کے چند امور میں مساوی ہیں۔ جیسا کہ امام فخرالدین رازی صاحب تفسیر کبیر مین لکھتا ہے۔ اول اسلام میں وَسَلَامٌ عَلٰی اٰلِ یَاسِیْنَ دوم درود میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (۲) سیوم طہارت میں جیسا کہ آیت تطہیر مین وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (۳) چہارم صدقہ تحریم یعنے زکوٰۃ میں (۴) پنجم وجوب محبت میں قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی صواعق محرقہ مین لکھا کہ امام حسن علیہ السلام نے نوّے عورتوں سے نکاح کیا۔ ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ کے چبوترہ پہ کہڑے ہو کر خطبہ پڑہا۔ حمد خدا اور نعت مصطفٰے کے بعد کہا کہ اے لوگو ہوشیار ہو جاؤ کہ کیوں تم اپنی دختروں کو ایسے شخص کے ساتہہ پیوند یعنے نکاح میں تم دیتے ہو جو کثیر الطلاق ہے تو ایک شخص رئیس القوم نے کہڑے ہو کر عرض کی کہ یا امیر المومنین کہ اگر ہم اس قبیلۂ ہمدانیوں کے گہر میں ایک ایک شخص کے سو سو دختر ہو تو ہم امام حسن کے نکاح میں دینے کو دریغ نہ کریں بلکہ بہبودی دارین سمجھیں۔ اسلئے کہ ہماری دختریں اگر امام ہمام کے نکاح میں ہوں تو نوسہ خاتون جنت ہو کر اور آپکی نوسہ ہم مجرموں کو کب دوزخ میں جانے دینگے اور ہماری دخترونکی نجات ہوگی یہ نکاح وسیلہ نجات ہے اور امام حسن علیہ السلام بھی اسیواسطے اس نیت سے نکاح میں لاتے ہیں کہ اس جسم کو جکو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے چاٹا ہے اور مس بدن خود کیا اس جسم سے اگر اور کوئی جسم مس پاوے تو نجات پاوے اور حدود شرع سے تجاوز نہ کرتے اور قبیلہ ہمہ انہوں نے عرض کی کہ یا امیر المومنین ہمکو ایک حدیث

پیغمبر خدا سے ثابت ہے۔ جیسا کہ بیہقی مین حدیث مرفوعاً روایت کی ہے۔ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَفْسِہٖ وَتَکُوْنَ عِتْرَتِیْ مِنْ عِتْرَتِہٖ وَاَھْلِیْ اَحَبَّ مِنْ اَھْلِہٖ وَذَاتِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ ذَاتِہٖ ترجمہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ہے کوئی بندہ ایمان دار یہان تک کہ محبوب تر ہو جاؤں میں اسکو اسکی جان سے اور میرے اقارب پیارے ہو جائیں اس کے اقارب سے اور میری اہلبیت دوست ترین ہو جاویں اس کو اس کے گھر والوں سے اور میرا نسب پیارا ہو جاوے اسکو اپنے نسب سے **ف**۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بغیر محبت اہلبیت رسول اللہ کے بندہ ایمان دار نہیں ہے اور جب یہہ کلام حضرت علی نے اور حدیث رسول اللہ کی سنی تو خوش ہو کر فرمانے لگے کہ اگر خدا تعالی مجکو جنت میں اختیار دے تو بغیر تمہارے جنت میں داخل نہ ہونگا ایک گوشہ سے ندا ہاتف نے دی کہ تجکو جنت کا مختار کیا اور تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے کہ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَنَّہٗ قَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِعْلَمُوْا اَنَّہٗ لَا یَتِمُّ شَرَفٌ اِلَّا بِوِلَایَۃِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ انتہٰی ملخصاً و مختصراً جاننا چاہیئے کہ کوئی شخص صحابہ سے درپے ایذا امیر و حضرت زہرا رضی اللہ عنہما کے نہیں ہوا اور آپکے ساتہہ جھگڑا نہیں کیا بلکہ ہمیشہ تعظیم و تکریم اور محبت اور مددمیں آپکے ساتھ رہے جب طلب نصرت کی کرے تو حاضر ہوتے رہے اور عبد الرحمن ابن ابزی کہتے ہیں کہ حاضر ہوئے ہم جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتہہ معہ آٹھہ سو صحابہ کے اول لوگوں نے جنہوں نے بیعت الرضوان کی کری تہی اور شہید ہو گئے انمیں سے تریسٹھ آدمی اور انہیں عمار بن یاسر اور خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین تھے۔ اور جماعت کثیر مہاجرین کی تہی اور حال جمہور صحابہ و ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہم کا یہ تہا کہ حضرت ابو بکر ہمیشہ فضائل مرتضی میں مشغول رہتے اور دوسرے لوگونکو مرتضی کی تعظیم اور تکریم میں اوبھارتے تہے اور تاکید فرماتے تہے اور دار قطنی میں شعبی سے روایت ہے در آں حالیکہ ہم بیٹھے ہوئے تھے خدمت میں ابو بکر صدیق کی پس ناگہان دکھائی دیئے ہمکو علی مرتضی پس جسوقت ابو بکر نے حضرت علی کو دیکھا تو فرمایا کہ جس شخص کو پسند آوے یہ بات کہ نظر کرے اس شخص کو جو کل لوگوں سے زیادہ بزرگ ہے از روئے مرتبہ اور قرابت کے اور پیروی میں پیغمبر خدا کے اور کار براری

میں اکثر لوگوں کے پس چاہیئے کہ دیکھے طرف اس ظاہر ہونیوالے یعنے حضرت علی کے اور اسی طرح حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ ہمیشہ تعظیم و تکریم میں اور مشورہ میں اوروں سے زیادہ مبالغہ کرتے تھے۔ اور دارقطنی میں دوسری روایت سعید بن مسیب سے یوں ہے کہ کہا فرمایا حضرت عمر خطاب نے خبردار ہو جاؤ اے لوگو کہ نہیں تمام ہوگی بزرگی مگر ساتھ محبت علی بن ابی طالب کے۔

حکایت حضرت امام علی رضا صاحب نیشاپور میں جب داخل ہوتے اسوقت آپ خچر پر سوار تھے اور حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ جو اعاظم صوفیا سے ہیں امام کے جلو میں آگے آگے چلے جاتے تھے۔ اور ایک جماعت کثیر صوفیا کی اپنی چادروں سے امام کے سر پر سایہ کئیے ہوئے چلے جاتے تھے۔ اور حافظ ابوذرعہ رازی و محمد بن اسلم معہ جمیع طلبا کے مدرسوں سے واسطے زیارت امام ہمام کے باہر آئے اور شہر میں شہرہ آمد امام کا ہوا اسوقت ایک جماعت محدثین اہلسنت نے امام کی جناب میں عرض کی کہ اگر آپ ایک دو حدیث اپنے آباء کرام کی سند سے روایت فرمائیں تو آپکا کمال احسان ہوگا۔ تب حضرت امام علی رضا نے بسند اہلبیت و آبائے کرام کے یہ حدیث پڑہی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حِصْنِیْ فَمَنْ قَالَھَا دَخَلَ حِصْنِیْ وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اٰمَنَ مِنْ عَذَابِیْ ترجمہ۔ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے پس جسنے اسکو کہا تو میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا وہ امن میں ہوا میری عذاب سے

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جب اس سند اہلبیت کو ذکر کرتے تو فرماتے لَوْ قُرِئَ عَلٰی مَجْنُوْنٍ لَاَفَاقَ اَوْ عَلٰی مَرِیْضٍ لَبَرَءَ اگر پڑھی جاوے یہہ سند کسی مجنون پر تو البتہ ہوش میں آجائے۔ اگر پڑھی جائے کسی مریض پر تو بھی صحت پاوے بہ سبب برکت سند اہلبیت کے۔

حکایت۔ ایکبار حضرت عبداللہ بن امام حسن رضی اللہ عنہم عمر بن عبدالعزیز کے پاس کسی کام کو گئے تو انھوں نے کہا کہ جب آپکو ضرورت ہوا کرے تو مجکو بلوا لیجئے میں خود حاضر ہوا کرونگا۔ کیونکہ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ وہ آپکو میرے دروازہ پر بیٹھا کھڑا دیکھے۔ اس حکایت سے کمال اہتمام و عظمت صحابہ و اہلبیت اور تابعین جو خیر ہیں ثبوت ہوا

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رح کوفی اُن سادات سے جو ظلم ظالموں کے پنجہ میں گرفتار

تھے مخفی انکو بہت کچھہ امداد کرتے تھے لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک سید کو آپ نے دو لاکھہ درم مخفی امداد کئے اور آپکی شہادت بھی انہیں کی محبت میں ہوتی ہے۔ اور امام شافعی تو اسقدر محبت سادات میں سرگرم تھے جو لوگوں نے آپ کو شیعہ ہونے کی تہمت تہوپی جس کے جواب میں آپکا یہہ شعر ہے

لو [illegible] رفضا حب آل محمد	فلیشهد الثقلان انا رافضوا
آل [illegible]بی ذریعتی وهم الیه وسیلتی	ارجو بهم اعطی غدا بید الیمین صحیفتی
محبت جس کو ہے آل عبا سے	محبت اس کو ہے خیر الورا سے
طہارت اہلبیت مصطفےٰ کی ٭	ہوتی ثابت کلام اِتما سے
وہی مومن ہے جس کو ہے محبت	علی حسنین سے خیر النسا سے
عدو اس کا عدوِ مصطفےٰ ہے	ہوا منقول یوں خیر الہدیٰ سے
رہوں گرویدہ حالِ مصطفےٰ کا	تمنا ہے یہی میری خدا سے
غلامِ مصطفےٰ کر توں غلامی	اولادِ فاطمہ مشکلکشا سے

فصل دوسری آداب سادات و فضیلت اہلبیت کے بیان مین

اللہ جلشانہ نے قانون شرعی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جو کیا تہا اسکو امتحان میں پورا پایا اور اپنی کلام پاک میں جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ یعنے جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے ساتھہ باتوں کے تو پورا پایا امتحان میں پھر خدا تعالیٰ نے خوش ہوکر فرشتوں کی راہیں تولد اسحاق اور اسمعیل و یعقوب کی خوشخبری بھیجی جب حضرت سارہ زوجہ ابراہیم نے یہہ بشارت سُنی تو بسبب بڑھاپا کے تعجب کیا تو فرشتوں نے جوابدیا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ یعنے تعجب کرتے ہو تم خدا کے حکم سے اللہ کی مہر اور برکتیں ہیں تمپر اے اہلبیت تحقیق وہ حمد کیا گیا بزرگ [illegible] لا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس پورے پائے جانے امتحان میں [illegible] سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے۔ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ

اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ میں بیشک تجکو کرنے والا ہوں لوگوں کا پیشوا جب یہ عنایت احکم الحاکمین کی ابراہیم علیہ السلام نے دیکھی تو عرض کی قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ اے بار خدایا میری ذریت کو بھی امام بنا دے تو اللہ جل جلالہ نے کہا۔ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظَّالِمِیْنَ ۔ میرا عہد ظالموں سے جو تیری دین کی سنت کے برخلاف دوری کریں گے ان سے نہیں ہے۔ یہہ دعائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جناب الٰہی میں ایسی مقبول ہوئی جو سات سنت ابراہیمی ہر نبی کے دین تک قایم چلی آئیں تا ختم الرسالت احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین تک اور جناب رسول اللہ نے بھی یہہ سنت ادا کرنے باپ ابراہیم کے جناب باری میں اپنی ذریت کے لئے درخواست کی۔ اور آل محمد کو درود شریف میں حکم دیا خدا نے آپ کی دعا ایسی قبول فرمائی کہ ہر نماز میں درود شریف پڑہا جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب خداوند تعالےٰ نے کہا آپ پر درود بھیجا کریں تو صحابہ نے عرض کی کہ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنے خدا نے ہمکو درود بھیجنے کا حکم دیا ہے آپ پر ہم کس طرح آپ پر درود بھیجا کریں۔ تو فرمایا آپنے کہ اس طرح کہا کرو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ آپ کی دعا ایسی مقبول ہوئی کہ ہر نماز میں فرض ہو یا سنت یا واجب یا نفل وغیرہ ہر تشہد میں۔ یہہ درود شریف پڑہا جانیکا حکم ہوا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمۃ الزہرا اور علی اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کو ایک چادر میں لیکر فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَ طَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا یعنے اے اللہ میری یہ اہلبیت ہیں پس دور کر ان سے گندی باتیں اور ستہرا کرنا انکو ستہرا کرنا۔ ماسوا اس کے اور روایات کثیرہ ہیں جنمیں پیغمبر خدا نے ان چہار تن کو اَھْلُ بَیْتِیْ کے لفظ سے ارشاد کیا ہے اور دوسرے کسیکو انمیں شامل نہیں کیا ہے اور یعنے درود شریف کے یہ ہیں کہ پیغمبر خدا نے اپنی امت کو تعلیم فرمایا ہوا ہے جیسا کہ اوپر لکہا گیا کہ اے بار خدایا درود بھیج محمد پر اور آل محمد پر جیسا کہ درود بھیجا ہے

تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر تحقیق تو سراہا ہوا بزرگ ہے - اے بار خدایا برکت
بھیج محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر جیسا کہ برکت دی تو نے ابراہیم پر اور اوس کی آل پر تحقیق تو
سراہا ہوا بزرگ ہیں - **سوال** - اس درود میں ایک اشکال دل میں گذرتا ہے کہ
پیغمبر خدا نے اپنی اُمت کو تعلیم فرمایا کہ درود مجھپر اس طرح کہا کرو کہ اے خداوندا درود بھیج
محمد پر اور آل محمد پر جیسا کہ درود بھیجا ہے تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر اور برکت بھی
محمد پر اور آل محمد پر ایسی کر جیسی ابراہیم پر ہے تو خاتم النبیین - اور سید المرسلین نے ایسی نسبت
ابراہیمی درود اور برکت کی اپنی پر اور اپنی آل پر باوجود رتبہ کمالیت اپنے کے کیوں تعلیم
فرمائی - **جواب** - شیخ الرئیس حضرت محی الدین ابن العربی اپنی کتاب **فتوحات مکی**
جلد ثالث میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ ابراہیم کی آل پیغمبر لوگ گذرے ہیں اور پیغمبروں
پر مخصوص ہے درود کا ہونا خدا کی طرف سے اور ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بھی پیغمبر تھے اور آل ابراہیم تھے انپر بھی مخصوص تہا درود کا ہونا خدا کی طرف سے
اور ہمارے پیغمبر خاتم النبی کی آل پیغمبر نہتی اور انپر درود خدا کی طرف سے نہیں ہو
سکتا تہا تو چاہا ہمارے پیغمبر خاتم المرسلین نے کہ باوجود نا ہونے پیغمبر میری آل کے
اے بار خدایا ابراہیم کی آل جیسا درود محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر بھیج - اور اسی طرح برکت محمدؐ
اور آل محمدؐ پہ بھیج یہ دُعا آپ کی خدا کو منظور و قبول ہوگئی جو آپنے ہر نماز میں خواہ
فرض ہو یا سنت وغیرہ سب میں پڑہا جاوے حکم دیا گیا - اس باعث ان لفظوں میں
پیغمبر خدا نے یہہ درود اُمت کو تعلیم فرمایا ہے - **ف** پس جو دل میں شبہ گذرتا تھا
اس نسبت دینے درود کی کہ ابراہیم جیسا درود محمدؐ اور محمدؐ کی آل پر ہوئے - پس وہ اس
تقریر سے جاتا رہا - **نقل ہے** کہ امام جعفر صادقؑ نے اپنے یاروں کی بھری مجلس میں فرمایا
کہ آؤ ہم عہد کریں کہ قیامت کو ہم میں سے جس کسیکو دسترس ہو وہ باقی یاروں کی شفاعت
کرے - پہر لوگوں نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ آپ کی جد تو اولین و آخرین کی شفیع
ہوگی - یہہ معاہدہ کیسا ہے تو آپنے جواب دیا کہ بیشک میری جد اولین اور آخرین کی
شفیع ہوگی لیکن جعفر کو شرم آتی ہے کہ یہہ مُنہ لے کر جد کے سامنے جاوے -
صحیح بخاری میں حدیث ہے جو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص
اپنی نسب غیر باپ کی طرف منسوب کرے تو اوسپر خدا کی لعنت اور فرشتوں اور جنوں

ان لوگوں اور میری شفاعت سے بھی محروم ہے۔ ف۔ اگر اہلبیت میں مشہور ہونا منظور ہے تو اہلبیت کی غلامی میں ثابت قدم ہو جاوے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ یعنے غلام قوم کا ان سے ہی ہوتا ہے اور دوسری حدیث کے معنوں میں پایا جاتا ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّهٗ یعنے آدمی اس شخص کے ساتھ قیامت کو اٹھایا جاویگا کہ جس کے ساتھ وہ دوستی رکھتا ہوگا۔ اور بعض علمائے اکابرین نے لکھا ہے کہ شریف اگرچہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعید النسب ہو ہم پر یہہ واجب ہے کہ انکی خواہشوں کو اپنی خواہشوں پر مقدم رکھیں اور انکی عزت و توقیر کریں جب وہ فرش ہو تو آپ چارپائی پر نہ بیٹھیں۔ منجملہ ادب شرفا کے یہ بھی ہے کہ آپ ایسے فرش پر نہ بیٹھے کہ جس کے برخلاف شریف کی نشست ہو۔ اور یہہ بھی ہے کہ شریف کی مطلقہ یا بیوہ کو نکاح میں نہ لاوے۔ اگر نکاح میں لاوے تو اسکی جوتی سیدھی کرکے اس کے آگے رکھے اور اوس کی حیاتی میں کسی کنیز یا اور عورت سے نکاح نہ کرے۔ اور جب وہ سامنے آئے تو اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اس لحاظ سے کہ جگر پارہ رسول ہے۔ اگر کوئی شریف ہم سے کوئی چیز طلب کرے تو گو ہمارے پاس ایک دن کا قوت یا عمامہ یا جوغہ یا اور کوئی چیز نفیس ہو تو ہمکو دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہہ سمجھ لے کہ شرعاً ولی کی اولاد ہے جو اپنے باپ سے ملحق ہے۔ نقل ہے کہ ایک سید نے قاضی پارسا کے پاس جاکر سوال کیا کہ حسبۃً للہ مجکو کچھہ دو کہ میں سید ہوں اور قاضی پارسا صاحب نے کہا کہ آپ اول سید ہونیکی علامات اول گواہ لائیے۔ سید صاحب خاموش واپس چلدیئے اور اوسی رات خواب میں قاضی صاحب نے پیغمبر خدا کو دیکھا کہ حوض کوثر پر پانی پلارہے ہیں۔ جب قاضی آپ کے سامنے رُخ کرتا تو آپ اس سے اپنا مُنہ پھیر کر کچھہ انکی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ قاضی صاحب نے آگے بڑہ کر حضور میں عرض کی کہ یا رسول اللہ یہہ غلام بھی تو آپکی اُمت میں ہے اور مومن ہے آپ اس آب کوثر سے دستگیری فرمایئے تو حکم ہُوا کہ اول اپنے مومن ہونیکے گواہ لایئے۔ جب قاضی صاحب اس خواب سے بیدار ہوئے تو سمجھہ گئے اور استغفار کی اور بہت سے شرمندہ ہوئے۔ اور شیخ محی الدین ابن العربی فرماتے ہیں کہ اہلبیت نبوت کے گناہ حقیقت میں گناہ نہیں گو صورت میں گناہ ہے۔ اسواسطے کہ خدا تعالےٰ نے انکی تطہیر کی اپنے قول سے

گواہی دیتا ہے۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ
وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ؀ القول المقبول فی حب آل رسول میں
لکھا ہے کہ اگر سید مرتکب کبائر کا ہووے تو بھی اسکی تعظیم حیث السیادت واجب ہے
اگر شریف ہمارا مال لیلے اور ہمکو واپس نددے ہمکو قید رکھنا یا حاکم کے ہاں لیجانا جائز نہیں
ہے۔ ف حدود شرعی ہر مسلم پر مساوی ہے۔ شریف وغیر شریف کا اس میں کوئی فرق
نہیں۔ مگر تعزیر شرعی میں فرق ہے۔ جیسا کہ عالمگیری کی کتاب التعزیر میں لکھا ہے
کہ سادات اور علما اور جو اشرف الاشراف ہیں انکی تعزیر صرف اعلان ہے یعنے خبر دی
دیتا ہے کہ تم سے یہہ گناہ سرزد ہوا ہے۔ دیکھئے کہ یوسف علیہ السلام کے بہائی یوسف
کے جرائم میں جو کنوئیں میں ڈالنا اور فروخت کرنا اور اور باتوں میں مرتکب ہوئے تھے تو
خدا تعالٰی نے یوسف علیہ السلام کو یہہ نہیں کہا کہ جب تو انہوں پر قادر ہوگا تو خوب سزا
دینا۔ اسلئے کہ وہ بھی پیغمبر کی اولاد میں سے ہیں اور ایمان بالرسل ہیں نہ مثل پسر نوح کے جو
کافر قطعی تہا۔ یوسف علیہ السلام کو صرف یہہ ارشاد کیا کہ جب تو انہو نپر قادر ہوگا۔ تو
لَتُنَبِّئَنَّھُمْ بِاَمْرِھِمْ ھٰذَا وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ؀ یعنے فقط انکو اعلان
کردینا کہ تم سے یہہ گناہ سرزد ہوا ہے اور وہ نہ پہچانتے ہوں گے تمکو صاحبو سادات
کی محبت میں سے ایک امر یہ ہے کہ اگر انہوں کی محبت میں عذاب دیا جاوے تو مُنہ نہ
موڑیئے۔ جیسے ہمارے امام ہمام حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کا ذکر ہے کہ
محبت سادات کی میں ہی شہید ہوئی محبت کیا شئے ہے۔ دیکھئے حضرت بلال اور
حضرت [illegible] رومی اور حضرت عمار نے محبت میں کون سے نہیں تکلیف اُٹھائی اور
کامیاب [illegible] ہوئے ؎ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ۔ ہر کہ خود را دید او محروم شد
محبت میں ہے جانبازی لگا لو جسکا جی چاہے ۔ جلانا دل کا ہے یارو جلا لو جسکا جی چاہے
فصل الخطاب میں حضرت محمد پارسا لکہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم نے مدائن کی
غنائم سے حسنین کو ہزار ہزار دیا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو پانچسو تو اسنے عرض کی کہ
حضرت مَیں ان سے جوان ہوں اور جنگوں میں جاتا ہوں مجکو اس غنائم سے نصف
حصہ امام حسن سے یعنے پانچسو مجکو دیا ہے اگر زیادہ نہیں تو برابر ہی انکی چاہیئے تہا
پہر حضرت عمر نے یہہ کلام اپنے بیٹے کی سُنکر یوں جواب دیا کہ تم ان جیسا اپنا باپ اور

ماؤں ۔ نانا ۔ نانی ۔ خالہ خال عم عمہ تو لاؤ ۔ خدا کی قسم ہرگز نہ لاسکوگے ۔ دیکھو ماؤں انکی فاطمہ باپ علی نانا محمد رسول اللہ نانی خدیجۃ الکبریٰ ماسی زینب رقیہ ام کلثوم ماموں طیب طاہر قاسم ابراہیم چچا جعفر طیار پھوپھی امہانی ہے ۔ جب یہہ حال حضرت علی نے سُنا تو فرمایا کہ سچ فرمایا ہے پیغمبر خدا نے اَلعُمَرُ سِرَاجُ اَهلِ الجَنَّةِ یعنی حضرت عمر چراغ ہیں اہلجنت کے جب یہ حضرت عمر نے سُنا تو حضرت علی کے دروازہ پر آئے اور دروازہ کو دستک دی اور حضرت علی باہر آئے اور اس حدیث کی بشارت دی ۔ پھر حضرت عمر نے عرض کی کہ یہہ حدیث مجکو تحریر فرمادیجئے ۔ پہر اس حدیث کو حضرت علی نے اس طرح لکھا ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط هذا ما ضمن علی بن ابی طالب لعمر ابن الخطاب عَن رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اِنَّ عُمَرَ ابنِ الخَطَّابِ سِرَاجُ اَهلِ الجَنَّةِ پہر حضرت عمر نے وصیت کی کہ جب مَیں مروں تو اس حدیث کو میرے کفن میں رکہدینا کہ میں اسکو خدا کے سامنے لیجاؤنگا ۔ اور نجات اپنی پاؤنگا ۔ **روایت ہے** قیس بن ارقم سے کہ ایک دن حضرت ابو بکر صدیق حضرت علی کو دیکھکر مُسکرائے اور جب حضرت علی نے صدیق کو پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مینے رسولخدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہُوا ہے جو فرمایا تہا آپنے کہ پلصراط سے وہی شخص گذریگا جبکو حضرت علی جواز یعنے راہداری لکھدیگا یہہ سُنکر حضرت علی نے بھی مسکرا کر فرمایا کہ مینے بھی رسولخدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہوا ہے کہ اے علی تو جواز یعنے راہداری نہ لکھیگا ۔ مگر اس شخص کے لیئے جو ابو بکر صدیق کا محب ہوگا ۔ اور **کتاب القول المستحسن مین** لکھا ہے کہ جب نکاح ہوا فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی سے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک پیالہ پانی کا منگایا تو حضرت فاطمہ اور حضرت علی کے مُنہ پر اور سیر اور سر دو مونڈہوں پر چھڑک کے یہہ دعا مانگی کہ یا الٰہی انکو اور انکی اولاد کو شر شیطان سے محفوظ رکھیو اور اس دعا کا ثمرہ یہہ ہے کہ بوقت وفات کے سادات کو توفیق توبہ کی ملجاتی ہے اور **تشریح مین** امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر نے لکھا ہے کہ عالم متقی اور سید امی امی سید سے عالم متقی اونچا نہ بیٹھے اور **دار قطنی مین** حضرت عمر فاروق نے حضرت فاطمہ خاتون جنت سے کہا کہ سب سے زیادہ پیارے مجکو رسولخدا صلّی اللہ علیہ وسلّم ہین اور بعد ان کے آپ ہیں اور **طحطاوی مین** لکھا ہے کہ جو شخص قاضی یا عالم یا فقیہ یا سید

کی اہانت کرے تو وہ کافر ہوجاتا ہے۔ اسلئے کہ یہہ استخفاف بالدین ہے۔ اور
حقیقت الاسلام مین قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے کہ سادات اور
پیرزادے یا اپنے رشتہ دار اگر کافر یا رافضی یا خارجی کہ جنکا اعتقاد کفر تک پہونچا ہو
اُن سے دوستی نہ رکھنی چاہیئے لیکن صلہ اور احسان منع نہیں ہے۔ **حدیث مین**
ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن حوض کوثر پر میری آل اسطرح
اور انکے دوستدار آوینگے یہہ کہکر آپ نے انگشت سبابہ اور وسطہ کو جمع کیا اور **روایت**
ہے کہ حضرت علی نے اہل شوری سے حلفاً دریافت کیا کہ مجھ سے اقرب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے کوئی پاتے ہو۔ جبکہ مجکو آپنے اپنا نفس قرار دیا۔ وقت مباہلہ کے جو آیت میں
ہے اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ الخ سب نے کہا اَللّٰھُمَّ لا یعنے آپ جیسا کوئی اقرب
رسول خدا کے بیشک نہیں ہے۔ پھر حضرت علی نے بتلایا کہ صرف مجکو ہی نہیں رسولخدا
نے فرمایا بلکہ میری زوجہ اور بیٹوں کو بھی میرے ہمراہ کہا ہے۔ جیسا کہ وَ نِسَاءَنَا وَ
نِسَاءَکُمْ اور میرے بیٹوں کو اَبْنَاءَنَا وَ اَبْنَاءَکُمْ فرمایا۔ صاف آیت قرآنی جو
آیت مباہلہ ہے یوں ہے۔ اَبْنَاءَنَا وَ اَبْنَاءَکُمْ وَ نِسَاءَنَا وَ نِسَاءَکُمْ وَ اَنْفُسَنَا
وَ اَنْفُسَکُمْ سب نے یہہ آیت سنکر کہا اَللّٰھُمَّ لا یعنے آپ جیسا کوئی اقرب
رسول خدا کا نہیں ہے۔ وَ عَلَی الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ کُلًّا بِسِیْمٰھُمْ
کی تفسیر میں امام ثعلبی نے حضرت عباس سے نقل کیا ہے کہ اعراف پلصراط میں سے ہے
اور اسپر حضرت علی اور حمزہ اور عباس اور جعفر طیار کھڑے ہوں گے اور اپنے دوستوں
کو چہرہ کی روشنی سے اور اپنے دشمنوں کو چہرہ کی سیاہی سے پہچان لیویں گے۔
دیلمی مین حدیث ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے مجکو اس ذات
پاک کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کسی عامل کے لئے عمل کا کوئی نفع
نہیں مگر ہمارے حق پہچانتے ہیں اور یہہ بھی فرمایا کہ جو شخص میری اولاد اور انصار
اور حق عرب کا نہیں پہچانے گا یعنی واجب التعظیم نہ سمجھیگا وہ تین باتوں میں سے
ایک بات کا ضرور مستحق ہوگا۔ ایک تو یہہ ہے کہ وہ ولد الزنا ہے۔ دوم وہ یا وہ منافق
ہے سیوم وہ یا کہ وہ ولد الحیض ہے۔ رواہ الشیخ الدیلمی اور **تفسیر حسینی مین** لکھا
ہے کہ جب آیت سورہ شوری رکوع چہار کی قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ

فی القربیٰ نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکے قربی کون لوگ ہیں جنکی محبت ہمکو خدا تعالےٰ نے فرض کردی ہے تو فرمایا آپ نے کہ علی اور فاطمہ اور ان دونوں کے بیٹے ہیں اور امام البغوی نے لکھا ہے کہ جب یہہ آیت آپ پر نازل ہوئی تو بعض لوگوں نے اپنے دلوں میں کہا کہ پیغمبر خدا ہمکو بعد وفات اپنی کے ان کی محبت پر اوبھارتے ہیں اور ابو ذر سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال اہلبیت میری کی مثل کشتی نوح علیہ السلام کے ہے جو اس میں سوار ہوا نجات یافتہ ہوا جو اس سے کنارے رہا ہلاک ہوا۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو میری اہلبیت کو بہتر جانے اور عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ کہا فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے خدا سے دعا کری ہے کہ میں جس گھر میں رشتہ کروں یا جو شخص مجھہ سے رشتہ کرے وہ قیامت میں جنتی ہوئے اور ابو القاسم ابن البشر نے روایت کی ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے خدا سے دعا مانگی ہے کہ کوئی میری اولاد سے دوزخ میں داخل نہ ہو اور اس دعا میری کو خدا تعالےٰ نے قبول فرمایا ہے اور علی المرتضیٰ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص میری اولاد سے خدا کی توحید اور میری رسالت کا اقراری ہو گا اس کو عذاب نہ ہو گا۔ اور نیز یہ بھی حضرت علی سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا نے فرمایا جسکو صحابہ اور اہلبیت کی محبت ہو گی وہ پلصراط سے ثابت قدم رہیگا اور پیغمبر خدا نے یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم ہرگز صاحب ایمان نہ ہو گا جبتک میری قرابت کے لحاظ سے میری اہلبیت سے دوستی نہ رکھے۔ اور صحیحین میں روایت ہے کہ لوگ قریش کے تابع ہیں۔ اس امر دین میں کہ ان کا کافر کافر کی تابع اور مسلمان مسلمان کی تابع اور یہہ لوگ کانی ہیں جو ان میں جاہلیت میں اچھے ہیں وہی اسلام میں اچھے ہیں جبکہ فقیہ ہوویں دین میں +

باب چہارم اثبات سادات کرام کا ابن رسول اللہ ہونا اور تردید قول منکرین بنی امیہ وغیرہ کے بیان میں

فصل اول۔ امام موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے ایک روز خلیفہ

ہاروں رشید نے کہا کہ آپ اپنے تائیں ذریت یعنے ابن رسول اللہ کیوں کہلاتے ہو
تم تو اولاد علی المرتضیٰ ہو اور خاص نرینہ اولاد پیغمبر خدا کی نہیں زندہ رہی ہے اور تم
ذات اپنی کو لقب سادات سے کہلاتے ہو۔ حالانکہ تم قریشی ہاشمی ہو۔ اور یہہ بھی
ہے کہ آدمی کا نسب دادا سے ہوا کرتا ہے نہ نانا سے۔ تب امام موسیٰ کاظم ابن جعفر
صادق نے معاً فرمایا کہ ہمارا ابن رسول اللہ ہونا قرآن شریف میں کئی وجوہ سے ثابت ہے
پھر آپنے یہہ کہکر ثابت کرنا شروع کیا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط وَمِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ
وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ط وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ
وَزَکَرِیَّا وَیَحْیٰی وَعِیْسٰی وَاِلْیَاسَ ط کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ط دیکھو اِس
آیت میں خدا تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بوسیلہ ماؤں مریم علیہا السلام کے
ذریت ابراھیم میں داخل کر دیا جو کتنی پشتوں سے حضرت ابراہیم کو کرسی نامہ مریم کا ملتا
ہے اور یہہ جانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے خدا تعالےٰ نے پیدا کئے۔ صرف
والدہ کے ذریعہ سے ذریت ابراہیمی میں داخل ہے۔ اسی طرح ہم بوسیلہ والدہ فاطمہ
بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن میں کوئی واسطہ بھی نہیں ہے ہمارے
ابن رسول اللہ ہونے کی یہہ قرآن سے پہلی دلیل ہے۔ **دوسری دلیل**
ہماری ابن رسول اللہ ہونے کی یہ ہے کہ جب نجران کے نصاریٰ نے مباہلہ کیا
تو پیغمبر خدا کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے محمدؐ تو انکو کہہ دے۔ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ
اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ
ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو اپنے ساتھہ لے کر فرمایا کہ اے
بار خدایا یہہ میری اہلبیت ہیں۔ دیکھو اس آیت میں بھی ہمارا ابن رسول اللہ ہونا
ثابت ہو گیا۔ **تیسری دلیل** ہمارے ابن رسول اللہ ہونے کی یہہ ہے کہ جب
حضرت ابراہیمؑ نے ہجرت کی تو خداوند تعالےٰ اس کو تسلی فرماتا ہے کہ گو تم اس وقت
اکیلے ہو۔ میں عنقریب تمہاری اولاد میں اس قدر برکت دونگا کہ زمین سے اس کونہ
سے اس کونہ تک اس درجہ تک پھیلاؤنگا کہ مربع زمین کے کونوں سے ایک چپہ

ایسا نہ ہوگا جس میں آپ کے مطیع اور فرمانبردار نہ ہوں اور یہہ وعدہ اس وقت دیا گیا
جبکہ چند فرشتے حضرت لوط کی قوم کی بستی کو الٹنے آئے اور جاتے ہوئے حضرت
ابراہیم کی ملاقات کے واسطے ان کے گہر میں سے ہوتے گئے اور فرشتوں نے پیدایش
اسحاق کی خوشخبری ابراہیم کو سُنائی جیسا کہ سورہ ھود رکوع ۷ میں ہے۔ قَالُوْا لَا
تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ
فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ؕ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَ
اَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ؕ قَالُوْا
اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ
اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؕ ترجمہ فرشتے بولے مت ڈرو تم ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں طرف
قوم لوط کے اور اس کی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہمنے خوشخبری دی
اسکو اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی تو اونکی بیوی حیرت میں آکر کہنے لگی۔ کیا
میں اس بڑھاپے کی حالت میں لڑکا جنونگی اور یہہ میرا شوہر بھی بوڑھا ہے اور یہہ تو بڑی
تعجب کی بات ہے اسپر فرشتے بولے کیا تم خدا کے حکم سے تعجب کرتے ہو اسکی قدرت
بالکل انوکھی اور حکمت نرالی ہے اور تمپر ہر وقت نظر رحمت خدا کی ہے سائرہ سُنلو اسحاق
کے بعد تم دونوں کی زندگی میں ایک بچہ پیدا ہوگا جسکو یعقوب بن اسحاق کہا جاویگا اور
اسکو دیکھہ کر تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہونگی۔ کیونکہ پوتے کے ہونے سے بقائے نسل
کی پوری اُمید اور پرلے درجہ کی خوشی ہوتی ہے اور یعقوب عقب سے مشتق ہے
اور اس سے ایک لطف خفی اشارہ اس طرف گیا ہے کہ اسکی ذریت عقب یعنے
بعد دیر زمانوں تک باقی رہے گی اور اس کی نسل بہت دور تک چلیگی۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ
دَاوٗدَ یعنے اسحاق اور یعقوب وغیرہما کے علاوہ جو آیندہ زمانہ میں ابراہیم کی نسلیں
اور شائستہ لوگ پیدا ہوئے۔ انمیں چند تو یہہ ہے کہ جنکا ذکر خدا تعالے نے سورہ انعام
رکوع ۱۰ میں وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا
مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى
وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى
وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ تا آخرہ کہ داؤد الشیا کے بیٹے جو یہودا کی اولاد میں

سے بچتے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ داؤد کو جو ہمنے ہدایت کی اور نبوت کا گرانمایہ تاج انکے
سر پر رکھا اور انہیں پورے سو برس کی عمر عنایت کی۔ ان میں اور موسیٰ میں پانچسو
انہتر ۵۶۹ سال کا فاصلہ ہے۔ وَسُلَیْمٰنَ اور سلیمان بن داؤد نے ۵۰ برس کی
عمر پائی ان میں اور ہمارے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں ایکہزار سات سو برس
کا فاصلہ ہے وَ اَیُّوْبَ اور ایوب اموس کے بیٹے عیص بن اسحاق کی اولاد میں سے
انہوں نے ترسٹھ ۶۳ برس کی عمر پائی اور سات سال مبتلا بلا رہے وَ یُوْسُفَ
اور یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب کے فرزند انکی ایک سو بیس ۱۲۰ برس کے ہوئے
ان میں اور موسیٰ میں چار سو برس کا فاصلہ ہے وَ مُوْسٰے وَ ھٰرُوْنَ ہارون
حضرت موسیٰ اور ہارون عمران کے بیٹے ان میں اور ابراہیم علیہ السلام میں پانچسو پینسٹھ ۵۶۵
برس کا فاصلہ ہے۔ ہارون موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی جو ایک سال بڑی تھی
وَ زَکَرِیَّا اور زکریا علیہ السلام ان کے باپ کا نام ادن بن برخیا یا آزر بن مسلم تھا
رحبیعم بن سلیمان بن یحییٰ کا سلسلہ نسب سے ملتا ہے وَ یَحْیٰی اور یحییٰ یہہ حضرت
ذکریا کے بیٹے ہیں وَ عِیْسٰی اور عیسیٰ علیہ السلام مریم کے بیٹے عمران کے نواسے اس
عمران کا سلسلہ نسب بنی ماثم سے شروع ہوتا ہے جو بنی اسرائیل کے بادشاہ تھے مگر
بعض مورخ کہتے ہیں کہ عمران اشہم بن امون کا بیٹا سلیمان کی نسل سے تھا۔ اسجگہہ
بنی امیہ کے قول کی تردید ہے جو حسنین کو ابن رسول اللہ کہنے سے انکار کرتے
ہیں۔ دیکھیے اسجگہہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بواسطہ والدہ مریم کے بنی اسرائیل میں داخل
ہوکر ذریت ابراہیم میں داخل ہوتا ہے اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ دختر کی اولاد
بھی ذریت پدری میں داخل ہوسکتی ہے۔ "چوتھی دلیل ابو حرب بن اسود
سے منقول ہے کہ حجاج بن یوسف نے یحییٰ بن یعمر کو کہلا بھیجا کہ مینے سنا ہے کہ
تیرا خیال باطل یہہ ہے کہ حسنین کو ابن رسول اللہ کہتا ہے اور میں اسبات کا
ہرگز قایل نہیں۔ اسلئے کہ اولاد نرینہ پیغمبر خدا کی نہیں زندہ رہی اور مضبوط دلیل
یعنے قرآن شریف سے اسکی دلیل پیش کرو ورنہ اپنے عقیدہ ایسے سے باز آ۔ ورنہ
تعزیر شرعی کا دہبہ لگادوں اور مینے قرآن شریف کو صدہا دفعہ پڑھا ہے۔ مگر مجکو معلوم
نہیں ہوا۔ تم اپنے ثبوت دعویٰ کے لئے قرآن شریف سے ثابت کرو۔ ورنہ توبہ نامہ

پیش کردیا تقریر شرعی کو سمجھ تو جب یہہ کلام حجاج بن یوسف کا یحیی بن یعمر نے سنا تو جواب لکھا کہ اے حجاج بن یوسف بیشک حضرات حسنین اولاد رسول ہیں۔ کیا تونے سورہ انعام کو نہیں پڑھا۔ پڑھا تو بے شک ہوگا مگر غور نہیں کیا۔ اگر غور کرتے تو خود معلوم ہو جاتا جو اللہ جلشانہ نے بنی اسرائیلوں ہیں ذریت ابراہیم ہیں والدہ کی جہت سے حضرت عیسی علیہ السلام کو داخل فرمایا۔ زَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ط اسی طرح حضرات حسنین بھی والدہ کی جہت سے ابن رسول اللہ ہیں اور یہہ عیسیٰ سے بہت عنقریب واسطہ رکھتے ہیں کہ فاطمہ بنت رسول اللہ اور عیسے کتنے ناموں اور پشتوں ہیں سے چلکر ذریت ابراہیمی ہیں داخل ہے۔ جب یہہ کلام یعنے تحریر مضبوط تقریر یحیی بن یعمر نے حجاج بن یوسف کو لکھہ بھیجا تو وہ دیکھتے ہی ساکت ہو گیا اور انکی خلاصی ہوئی۔ **پانچویں دلیل** حضرت امام جعفر صادق کو ایک ظالم بادشاہ کے ہاں حاضر کیا تو ظالم بادشاہ نے کہا کہ تم ذریت رسول کا دعوی کرتے ہو یہہ کہاں سے بن گئے۔ نرینہ فرزند پیغمبر کے تو نہیں رہے تھے تو پھر امام جعفر صادق نے جواب دیا کہ ہمارا فرزند رسول ہونا قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ پھر آپنے یہہ سورہ انعام کی آیت اور سورہ مباہلہ کی آیت اور وہ حدیث نبی جنہیں آپنے فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ نے ہر نبی کی پشت سے اولاد کا سلسلہ یعنے نسب کا جاری رکھا گیا ہے اور میری اولاد کا سلسلہ نسب علی کی پشت میں رکھا ہے۔ پھر فرمایا جعفر صادق نے کہ دیکھو عیسیٰ علیہ السلام صدہا پشتوں کے بعد مریم کے پیٹ سے پیدا ہو کر بدون باپ کے ذریت ابراہیم اور سلسلہ بنی اسرائیل میں خدا نے داخل کر دیئے کیا ہم تو ہماری ماؤں فاطمہ بنت محمد رسول اللہ ہے جسمیں ایک واسطہ بھی درمیان میں نہیں ہم اولاد رسول کیونکر نہ ہوئے۔ پھر ظالم بادشاہ یہہ کلام سنکر خاموش ہو گیا اور جعفر صادق بری ہوئے ❖

فصل دوم ان احادیث و روایات مین جو فضیلت حسنین و مناقب السادات مین ہے

ترمذی مین حدیث حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ یعنے فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اور حسین نواسہ میرا ہے منجملہ نواسوں کے روایت کیا اس

حدیث کو ترمذی نے احمد ابو داؤد وغیرہ میں ابن عساکر اور مقدام بن معدی کرب سے
روایت ہے کہ کہا فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسن اور حسین مجکو سب سے زیادہ
محبوب تر ہیں اور ابن الاخضر حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ پیغمبر
خدا کی خدمت میں ایک دن حاضر تھے۔ ناگہان حضرت فاطمہ بادیدہ نم تشریف لائیں
اور پیغمبر خدا نے پوچھا کہ بابا کی جان تم کاہیکو روتے ہو۔ تو عرض کی کہ آپکے غلام
حضرات حسنین کہیں چلے گئے ہیں معلوم نہیں کہ کہاں گئے ہیں۔ اسلئے دل کو بیقراری
ہے تو آپ نے یہہ سنکر فرمایا کہ اے بیٹی بیقرار مت ہو۔ خدا تعالے حسنین کے حال
پر بہت رحیم ہے۔ اس کے بعد آپ نے جناب باری میں دعا کری کہ اے بار خدایا
اگر حسنین کسی جنگل اور دریا میں ہوں تو اپنی بیحد مہربانی سے انکی نگہبانی فرما۔ اتنے میں
جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی کہ آپ مت گھبرائیے حسنین دنیا کے تاج
اور ان کے والدین دین دنیا والوں سے بہتر ہیں اور یہہ صاحبزادے بنی نجار کی قبرستان
میں تشریف رکھتے ہیں۔ اور خدا تعالے نے انکی حفاظت کے واسطے ایک فرشتہ کو آپکی
دعا سے ماقبل بھیجدیا تھا اور حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم یہ کلام سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم حاضرین بھی آپ کی ہمراہ بنی نجار کے قبرستان
میں پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان دونوں معصوم بچوں کو ایک فرشتہ نے اپنے گلوے لگاکر
اپنے پروں سے سایہ کیا ہوا ہے اور پیغمبر خدا نے جاتے ہی امام حسین کو فرشتہ کی آغوش
سے اوتار کر اپنے کتف مبارک پر اور امام حسن کو اپنی گود میں اٹھالیا اور ہملوگ بالمواجہ
اس امر کو دیکھہ رہے تھے۔ جناب ابو بکر صدیق نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ تکلیف
نہ کریں۔ صاحبزادے کو ہماری گود میں دیدیویں۔ تو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ تو نے سنا
نہیں ہے کہ حسن اور حسین دین و دنیا میں بزرگ ہیں اور ان کے والدین دین و
دنیا والوں سے بہتر ہیں اور جو بزرگی خدا تعالے نے انکو دی ہے وہ آج اظہار کرتا ہوں
یہہ کہکر آپ نے منبر پر خطبہ پڑھا۔ بعد حمد صلوۃ کے فرمایا کہ اے لوگو میں تمکو
آگاہ نہ کروں جو کہ نانا اور نانی کے اعتبار سے سب لوگوں پر فوقیت رکھتا ہو۔ حاضرین
نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ فرمائیے تو آپ نے فرمایا کہ حسن اور حسین ہے کہ جنکا
نانا محمد مصطفے اور نانی خدیجۃ الکبرا ہے۔ سامعین نے کہا صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

یعنے سچ کہا اے رسولخدا کے۔ پھر فرمایا کہ کیا میں تمکو ایسے لوگوں سے آگاہ نہ کروں جو ازروئے ماؤں اور باپ کے سب لوگوں سے افضل ہو۔ حاضرین نے کہا کہ ہاں فرمایئے یا رسول اللہ فرمایا آپ نے کہ حسن اور حسین ہیں کہ جن کی ماؤں فاطمۃ الزھرا بنت رسول اللہ اور باپ علی المرتضیٰ شیر خدا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ سچ ہے یا رسول اللہ پھر فرمایا آپنے کہ کیا خبر نہ دوں اس شخص سے جو چچا اور پھوپھی کی جہت سے سب لوگوں پر افضل ہو حاضرین نے کہا کہ ہاں فرمایئے یا رسول اللہ فرمایا آپنے کہ حسن اور حسین ہیں جن کے چچا جعفر بن ابی طالب اور پھوپھی امہانی بنت ابی طالب ہے۔ کہا حاضرین نے کہ ہاں صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ پھر فرمایا آپنے کہ کیا میں خبر نہ دوں اُن لوگوں سے جو ازروئے ماموں اور خالہ کے سب لوگوں سے بہتر ہوں۔ کہا حاضرین نے کہ ہاں فرمایئے یا رسول اللہ فرمایا آپنے حسن اور حسین جنکا ماموں قاسم و ابراہیم طیب وطاہر ابن محمد رسول اللہ ہیں اور خالہ یعنے ماسی زینب رقیہ ام کلثوم دختران رسول اللہ ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ سچ فرمایا ہے آپنے یا رسول اللہ پھر فرمایا آپنے کہ خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ اے لوگو کہ انکا باپ ماؤں نانا نانی چچا پھوپھی خالہ ماموں سب کے سب جنتی ہیں اور جو شخص انکو دوست رکھے وہ بھی جنتی ہے ۔

صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ اے بارخدایا میں دوست رکھتا ہوں اس کو پس تو بھی دوست رکھ اسکو اور دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے اسکو یعنے دوستدار کے دوستدار کے دوستدار کو بھی دوست رکھ **حدیث میں** ہے کہ ستارے امان ہے آسمان کے لئے اور میری اہلبیت امان ہے اہل زمین کے لئے سو جب ستارے چلے جاویں گے آسمان فناہ ہو جاویگا اور جب اہلبیت میرے چلے جائیں گے تو زمین فناہ ہو جائے گی اور یہی مطلب ہے اس آیت کا وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ اللہ عذاب نہ کریگا تیری امت کو کہ جبتک انمیں تو ہے اور آپکا امت میں رہنا قیامت تک ہے۔ کیونکہ آپکی آل کالجزو آپکی جو قیامت تک ہیں **خطیب نے مرفوعاً** روایت کی کہ آدمی آدمی کی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہووے مگر بنی ہاشم کے لئے جائز ہے۔ **حدیث میں** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی دن میں چار شخصوں کی ضرور شفاعت کرونگا۔ **ایک** سادات کی تعظیم کرنے والا۔

دوم سادات کی حاجتیں روا کرنے والا۔ سوم۔ سادات کی بوقت اضطراب مدد کرنیوالا جب مدد طلب کرے اُس سے۔ چہارم۔ سادات کے ساتھہ دل و جان سے قربان ہونیوالا روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی جناب پیغمبر خدا کے ہاں حاضر ہوئے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر علی سے معانقہ کیا اور درمیان دونوں آنکھوں کے بوسہ دیا۔ وہاں حضرت عباس بھی حاضر تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ علی آپکو پیارے ہیں فرمایا کیوں نہیں چچا خدا کی قسم علی کو خدا تعالےٰ مجھہ سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے ہر نبی کی اولاد نبی کی پشت میں رکھی ہے اور میری اولاد علی کی پشت میں ہے۔ سوال۔ اگر کوئی وہم میں اس آیت سے پڑے کہ خدا نے جواب دیا ہے کہ محمد کسیکا باپ نہیں۔ لوگوں سے لیکن خدا کا رسول اور ختم کرنے والا نبیوں کا ہے تو مرتضیٰ کی اولاد کا باپ کیونکر مانا جاویگا۔ جواب۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ یہ آیت حق میں زید بن حارث جو متبنیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسکی نازل ہوئی ہے جسکا سبب یہ تھا کہ زید نے جب اپنی عورت زینب نامی کو اپنے نکاح سے علیحدہ کر دیا یعنے طلاق دے کر اپنے نفس پر حرام کر دی تو بعد انقضاء عدت شرعی کے اس عورت زینب نامی کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھہ نکاح میں کر لیا پھر لوگوں نے طعن کرنا شروع کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے متبنیٰ کی عورت کو نکاح میں کر لیا ہے جو زید متبنیٰ یعنے لے پالک بیٹا تھا اسکی عورت کو محمد نے یعنے اپنے بیٹے کی عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ ایسے مطاعنوں کے رد کیواسطے خدا تعالےٰ نے یہہ آیت نازل فرمائی کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کسیکا باپ نہیں ہے تم لوگوں میں سے لیکن خدا کا رسول اور ختم کرنے والا پیغمبروں کا ہے اور عورت متبنیٰ کے بعد طلاق یا وفات متبنیٰ کے ہمیشہ ابدالآباد تک محمد اور اُمت محمد کو حلال کر دی ہے۔ یہ آیت واسطے تردید طعن کنندگان وقوعہ زید میں نازل ہوئی نہ یہہ کہ اس آیت میں باپ ہونے حسنین کے ممتناعی ہے بلکہ حسنین کا ابن رسول ہونا بہت سی روایات و اخبارات میں درج ہے۔ جیسا کہ ماقبل اس کے بیان کیا گیا ہے اور سر الشہادتین میں شاہ صاحب عبدالعزیز محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں کہ جب جناب امام حسن پیدا ہوئے تو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ دیکھاؤ میرے بیٹے کو اسکا نام کیا

رکھا ہے تو حضرت علی نے عرض کی کہ حرب نام ہے۔ آپنے فرمایا نہیں اسکا نام حسن ہے۔
اسی طرح امام حسین اور محسن کے بارے میں فرمایا کہ میرے بیٹے دکھاؤ اسکا کیا نام
رکھا ہے۔ تین دفعہ تین وقوعہ میں ارشاد کیا ہے جس سے حسنین کا ابن رسول اللہ ہونا
ثابت ہوا۔ اور رد ہوا۔ قول قائلین پیروان بنی امیہ کا جو ابن رسول ہونیسے منکر ہیں
حدیث میں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص میری اولاد کی محبت اور
خدا کی توحید اور میری رسالت کا اقراری ہوگا۔ خدا تعالے اسپر عذاب نہ کریگا۔ حدیث
میں ہے کہ کہا فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے خدا سے دعا کی کہ میرے اہلبیت
کو داخل دوزخ نہ کیا جاوے۔ سو خدا نے دعا میری قبول فرمائی۔ پھر پیغمبر خدا نے کہا کہ
قسم ہے پروردگار کی اگر حلقہ جنت کا پکڑوں گا تو بغیر بنو ہاشم داخل نہ ہونگا۔ کیونکہ
مجھ سے خدا تعالے کا وعدہ ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اور حضرت
ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب فرمایا کرتے کہ حضرت علی کو تین ایسی
خصلتیں دیگئی ہیں کہ اگر مجکو ان میں سے ایک بھی ہوتی تو مجکو محبوب بہت ہوتی۔ اونٹوں
سرخ رنگ سے پھر لوگوں نے حضرت عمر سے سوال کیا کہ وہ تین خصلتیں کون سی ہیں
تو حضرت عمر نے بتلایا یہ ہے۔ ایک فاطمہ زہرا کا حضرت علی کے نکاح میں ہونا +
دوسرا حالت جنب میں داخل مسجد ہونا علی کا نبوی میں جائز ہے۔ تیسرا علم دینا
جنگ خیبر کا ہاتھ میں حضرت علی کے اور فتح ہونا خیبر کا اس کے ہاتھ پر یعنے حضرت
علی کے یہ تین خصلتیں ایسی ہیں جو بہت محبوب تر ہیں خدا کو اور اس کے رسول کو +

باب پنجم ان احادیث میں جو مناقب میں علی کی وارد ہیں

يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ إِلَّا أَنَّهُ لَا
نَبِيَّ بَعْدِي۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ کہا فرمایا ہے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے اے علی تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسا کہ ہارون کا مرتبہ
موسی کے نزدیک تھا۔ مگر اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہو گا۔ ف۔ رسولخدا
نے بوقت روانگی جنگ تبوک حضرت علی کو خلیفہ مقرر کرکے اپنے عیال و اطفال میں جنگ کو
رخصت ہوئے۔ بعد جانے پیغمبر خدا کے منافقوں اور مشرکوں نے حضرت علی کو کہا کہ تمکو ناگوار

سمجھے گئے چوکیدار رہ میں اپنے گھروں کی حفاظت کے لئے چھوڑا اگر آپکو لایق سمجھتے تو ساتھہ اپنے لے جاتے۔ یہہ کلام منافقوں سے سنتے ہی حضرت علی بعد پیغمبر خدا کی دوڑے اور رستہ میں جا ملے اور عرض حال بیان کی تو آپ نے یہہ حدیث فرمائی کہ یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّی الخ یعنے اے علی تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسا کہ ہارون کا موسیٰ کے نزدیک تھا۔ مگر فرق اس میں یہہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہو گا۔ **شیعہ کا قول** ہے کہ یہہ حدیث خلافت امیر المومنین علی مرتضیٰ کی آپ کے بعد قایم کرتی ہے کہ انکے سوا اور کوئی مستحق خلافت کا نہ تھا۔ **جواب** اسکا اہلسنت سے یہہ ہے کہ خلافت ہارون کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور سے واپس تک تھی اور موسے اول فوت ہوئے اور بعد موسے کے خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کے یوشع علیہ السلام ہوئے۔ اسی طرح حضرت علی بو اسپی جنگ تبوک کے خلیفہ پیغمبر خدا کا بعد آپکے رہے اور یہی مثال حضرت ہارون کے ساتھ صادق آتی ہے کہ جبتک حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس نہ آیا حضرت ہارون خلیفہ رہا ہے۔ **حدیث**۔ سَهْلُ ابْنِ سَعْدٍ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَةَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَلٰی یَدَیْهِ وَیُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یَعْنِیْ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَهٗ یَوْمَ خَیْبَرَ۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دن خیبر کے کہ کل میں یہہ علم دونگا اس شخص کے ہاتہہ جسکے ہاتہہ پر فتح دیگا خدا تعالےٰ خیبر کی کیونکہ وہ دوست رکھتا ہے خدا کو اور خدا کے رسول کو اور یہہ دن خیبر کے فرمایا اور صحابہ نے تذکرہ کیا کہ دیکھئے یہہ دولت کس کے نصیب ہوتی ہے اور جب صبح ہوئی تو آپنے فرمایا کہ علی کہاں ہے صحابہ نے عرض کی کہ انکی چشم درد کرتی ہیں۔ یا رسول اللہ آپنے انکو بلا کر لعاب دہن مبارک سے آنکھوں میں لگایا اسیدم چنگی بھلی ہو گئیں اور علم خیبر کا حضرت علی کے ہاتہہ میں دیا۔ اور خیبر کی فتح خدا نے حضرت علی کے ہاتہہ پر کردی۔ **حدیث** اَلْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ قَالَهٗ لِعَلِیٍّ۔ براء بن عازب سے روایت ہے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے علی تو میرا اور میں تیرا ہوں۔ **ف** اس حدیث سے کمال اتحاد اور قرب اور حقیت اور بے تکلفی کا قول فرمایا حضرت علی کو اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ **حدیث**۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ۔

جس کسی کا میں بن گیا مولا	اس کا مولا ہے مرتضےٰ بخدا
پھر عمر نے کہا کہ اے حیدر	ابن عم تم جناب پیغمبر
آج تم نے یہہ مرتبہ پایا	کہ ہوئے مومنین کے مولا
ہو مبارک یہہ مرتبہ تمکو	آج تم ہر بشر کے ہو مولا

یعنی غدیر خم پر خیبر کے دن پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جسکا مَیں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے نورالابصار میں مولا کے چند معنی بیان کئے ہیں اور قرآن شریف اُن معانی کو ساتھہ ناطق ہے۔ **اوّل**۔ مولا کے معنے اولا ہے جیسا کہ منافقوں کی شان میں آیا ہے هِيَ مَوْلَاكُمْ یعنے وہ آگ تمہارے واسطے بہتر ہے۔ دوسرا مولا کے معنے ناصر اور مددگار ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّ الْكَافِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ یعنی کوئی کافروں کیواسطے مددگار نہیں ہے۔ **تیسرا** مولی کے معنے وارث بھی آیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ یعنے ہر شخص کے واسطے وارث مقرر کئے گئے ہیں۔ اس چیز میں کہ چھوڑ جائیں والدین **چوتھا** معنے عصبہ ہے جیسا کہ فرمایا وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَائِيْ یعنے ڈرتا ہوں میں بعد اپنے عصبہ سے۔ **پانچواں** مولی کے معنے صدیق کے بھی آئے ہیں جیسا کہ فرمایا۔ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا یعنے بروز قیامت نہیں بے پرواہ کریگا کوئی دوست کسی دوست کو **چھٹا**۔ مولی کے معنے سید کے بھی آئے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں فرمایا۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ یعنے جسکا میں سید ہوں اسکا علی بھی سید ہے اور یہہ ظاہر ہے۔ پس جو مناسب اس مقام پر معنے ہیں وہی لئے جاویں گے۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مولی سے اولی نہیں ہے۔ اگر یہی مراد ہوتے تو ابوبکر صدیق کو امر اقامت و امامت کا نہ فرماتے۔ اور یہی بحث لفظ سید سے ہے اور وارث و عصبہ تو ہو ہی نہیں سکتے۔ پس اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ جس شخص کا میں یار دوست حمایتی مددگار مونس و غمخوار ہوں اُس شخص کا یار دوست حمایتی مددگار مونس غمخوار حضرت علی ہے۔ **حدیث**۔ اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ابن عمر سے روایت ہے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا نے واسطے حضرت علی کے کہ تو میرا بھائی دنیا اور آخرت میں ہے۔ **ف** پیغمبر خدا نے اصحابوں میں بھائی چارہ کرایا تھا۔ اس وقت حضرت علی موجود نہ تھے۔ جب حضرت علی نے آکر سُنا کہ پیغمبر خدا نے ایک دوسرے کا بھائی چارہ

کرایا ہے اور میرا کسی سے نہیں تو آپنے فرمایا کہ اے علی تو میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت
میں حضرت علی خوش ہو گئے اور حضرت جابر سے روایت ہے کہ غزوہ طائف میں پیغمبر خدا
نے حضرت علی کے کان میں عرصہ تک باتیں کہیں صحابہ نے عرض کی کہ آج آپنے اپنے چچا کے
بیٹے سے بہت دیر تک سرگوشی کی ہے تو آپنے جواب دیا کہ میں نہیں کری بلکہ خدا نے کری ہیں
حدیث۔ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ یعنے جسنے علی کو گالی دی اسنے مجھکو گالی دی
حدیث۔ روایت ہے حضرت علی سے کہا مجھکو ارشاد کیا پیغمبر خدا نے کہ اے علی تیری
مثال عیسیٰ ابن مریم کی ہے کہ یہودیوں نے عیسیٰ سے دشمنی کی۔ یہاں تک کہ انکی والدہ پر
بہتان باندھا۔ اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو دوست رکھا اور اس دوستی کو یہاں تک بڑھایا
اور وہ بات کہی کہ اے علی تیرے مقدمہ میں بھی دو مرد ہلاک ہونگے ایک وہ جو تیری محبت میں
افراط کریگا اور دوسرا وہ ہوگا جو تفریط کریگا۔ افراط یہہ جو تجھ میں نہیں وہ بات کہے اور تفریط
یہہ جو تیری دشمنی پر آمادہ ہوکر بہتان باندھیگا۔ پس مصداق اس کے دو گروہ ہوئے۔ ایک
روافض۔ دوم خوارج۔ الحمد للہ کہ سنت و جماعت کو خدا نے محفوظ رکھا ہے کہ یہہ خلفائے
اربعہ و جملہ صحابہ کو ان کے رفیع مراتب پر قائم رکھتے ہیں۔ اور یہ نا مثل روافض ہیں کہ اصحاب
ثلاثہ کو برا کہیں اور نہ مثل خوارج کے ہیں کہ حضرت علی اور اہلبیت رسول اللہ کو برا مانیں یہیں
ایک لطیفہ عمدہ نکلتا ہے کہ سُنّی ۱۲۰ اور حب علی ۱۲۰ کے عدد برابر نکلتے ہیں۔ **حدیث**۔ اَنَا
مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا یعنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شہر
علم کا ہوں اور علی دروازہ اسکا ہے۔ **ف** مطلب اس حدیث کا یہہ ہے کہ بغیر توسل
جناب امیر المومنین علی کے فیض علم نبوت کا حاصل نہیں ہے۔ اور آپ کی محبت ایمان
کی کسوٹی ہے اور منکر ہونا حضرت علی سے نفاق کی نشانی ہے۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ اے علی تیرا محب مومن ہے اور تجھ سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔ اور
خدا تعالےٰ نے اپنی کلام میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا یعنے آؤ
گھروں میں دروازوں کے راہ سے جو شخص شہر میں داخل ہونا چاہے بدون دروازہ کے
داخل نہیں ہو سکتا ہے۔ اور جسقدر علم باطنی اور فقر کے سلسلے ہیں۔ اکثر حضرت علی سے
ہے ہیں۔ **ابو جانہ** سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر کو حضرت
علی کے گھر واسطے کام چکی پیسنے کے بھیجا۔ جب ابو ذر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ چکی از خود

چل رہی ہے اور کوئی داں پیسنے والا نظر نہیں آتا ہے۔ ابو ذر نے واپس حضرت اقدس میں آن کر عرض کی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ذر تو نے نہیں دیکھا ہے کہ خدا کے لئے زمین میں سیر کرنیوالے فرشتے ہیں اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں میں معونت کرتے ہیں جیسا کہ کسی شاعر نے لکھا ہے شعر یہہ ہے۔ **بیت**

فاطمہ کے ساتھ چکی پیستے تھے جبرائیل + حق تعالی کا رسول اللہ سے کیا پکار ہے

صدیق اکبر قسم کھاکر فرماتے تھے کہ البتہ قرابت اور رشتہ رسول خدا کا مجھکو اپنی قرابت سے بہت محبوب ہے اور یہہ بھی ثابت ہے کہ صدیق نے حضرات حسنین کو اپنی گردن پر اوٹھایا اور مذاق کے طور پر حضرت علی سے فرمایا کہ خدا کی قسم یہہ رسول خدا کے متشابہ ہیں حضرت علی کے مشابہ نہیں اور حضرت علی بھی ہنستے تھے اور ایسا ہی وہ حدیث انس رضی اللہ عنہ سے جو کہا حسنین رسولخدا کے مشابہ ہیں۔ **دار قطنی میں** لکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق منبر پر چڑھے ہوئے تھے اتنے میں حسنین آئے اور ابوبکر کو کہا منبر سے اُتر جاؤ۔ یہہ ہمارے باپ کا مقام ہے۔ صدیق اکبر نے کہا سچ فرمایا آپنے بیشک آپ کے باپ کا مقام ہے۔ پھر حضرات حسنین کو اپنے پاس بٹھالیا اور عزت اور توقیر کی اور کہا کہ نہیں اُگاہے ہمارے سر و نپر بال مگر تمہارے باپ نے یعنے یہ عزت اور حرمت آپ کے باپ کی طفیل ہے اور اسی طرح ایکدفعہ عمر فاروق کے ساتھہ بھی معاملہ حسنین کا گذرا تو عمر فاروق نے حسنین کو اپنے پاس بٹھالیا اور بہت عجز سے کہا کہ جو کچھہ آپنے فرمایا سچ ہے اور نہیں اگائے ہمارے سروں پر بال مگر تمہارے باپ نے یعنے یہہ سب کچھہ انہیں کے طفیل سے ہوا ہے **روایت** ہے کہ حضرت علی پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے کہیں بیٹھنے کو جگہ نہ تھی۔ رسول خدا نے صحابہ کی طرف دیکھا کہ کون جگہ دیتا ہے۔ ابوبکر صدیق پیغمبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اپنی جگہ سے سرک گئے۔ صدیق اور پیغمبر کے درمیان حضرت علی بیٹھہ گئے۔ اُسوقت آثار خوشی کے پیغمبر خدا کے چہرہ پر ٹپکنے لگے اور فرمایا آپنے کہ بزرگ بزرگوں کی قدر کیا کرتے ہیں۔ **روایت** ہے کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھہ جاتے تھے تو حضرت ابوبکر دا ہنی طرف اور حضرت عمر

بائیں طرف اور حضرت عثمان کاتب کلام ربانی سامہنے اور جب حضرت عباس تشریف لاتے تو حضرت ابوبکر جگہ چہوڑ دیتے اور وہاں عباس بیٹہہ جاتے اور ابوبکر صدیق حضرت علی کے چہرہ کو بار بار دیکہا کرتے تھے۔ لوگوں نے عرض کی کہ آپ حضرت علی کے چہرہ کو بار بار نگاہ کرتے ہو اسکا کیا سبب ہے تو کہا سنا ہے میں نے پیغمبر خدا سے فرمایا اَلنَّظَرُ عَلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ یعنے دیکہنا حضرت علی کے چہرہ کو عبادت ہے۔ **روایت** ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے انتقال فرمایا کہ چندیوم گذرے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور علی المرتضیٰ مرقد مبارک پیغمبر پر واسطے زیارت کے تشریف لائے تو علی کرم اللہ وجہہ نے ابوبکر کو کہا کہ آپ آگے چلیں اور داخل ہوویں اور ابوبکر نے کہا کہ نہیں اول آپ میں کیا اس شخص کے آگے چل سکتا ہوں جس کے حق میں پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میرے نزدیک علی کا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ میں نزدیک خدا کے ہوں۔ یہہ کہکر ابوبکر صدیق نے کہا کہ اے لوگو جس شخص کو یہہ دیکہنا منظور ہووے کہ جسکا مرتبہ نزدیک اللہ اور اس کے رسول کے بڑا ہو تو وہ حضرت علی کو دیکہہ لیوے۔ **روایت** حضرت عمر فاروق نے علی کو برا کہتا ہوا ایک شخص کو سنا تو فرمایا آپنے افسوس ہے نہیں ستایا تونے مگر پیغمبر خدا کو اپنی قبر میں۔ **روایت** ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا نے کہ قیامت کے دن حکم ہوگا کہ سید عابدین کھڑا ہووے تو امام حسین کا بیٹا حضرت زین العابدین کھڑا ہوگا جسکا نام علی بن حسین ہے اور اس کے ہاں ایک بیٹا ہوگا جسکا نام محمد باقر ہوگا۔ اے جابر اگر تو اسکو پاویں تو میرا اسکو سلام کہنا اور حضرت جابر نے جب حضرت امام محمد باقر پیدا ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سلام اپنی زندگی میں پہونچایا **نقل** ہے کہ حضرت زین العابدین کا وضو کے وقت چہرہ کا رنگ زرد ہو جاتا تہا جب لوگ آپ سے سوال کرتے تو آپ فرماتے تم نہیں جانتے ہو میں کس کے سامہنے کھڑا ہونیکا ارادہ کرتا ہوں۔ اور آپ ہر روز میں ہزار ہزار رکعت پڑہا کرتے تھے اور جب آپکو عبدالملک نے زنجیروں میں قید کر کے مدینہ کو روانہ کیا اور شیخ زہری وداع کرنیکو آئے اور بہت روئے اور فرمایا کہ اے شیخ یہہ خیال مت کرنا کہ مجکو اس قید سے تکلیف ہے۔ بلکہ یہ مجکو خدا کا عذاب یاد دلاتا ہے۔ یہہ کہکر ہاتہہ پاؤں زنجیروں سے نکال لیا اور زنجیر پارہ پارہ ہوگئے۔ آپ نگہبانوں کے ساتہہ ہی

چلے گئے۔ جب یہ ماجرا عبدالملک نے پوچھا تو ڈر کر حجاج کو لکھا کہ اے حجاج تو نے بنی مطلب سے مزاحم نہ ہونا۔ اور یہہ ذکر بھی کسی سے مت کرنا۔ جب زین العابدین مدینہ منورہ میں آئے تو خط عبدالملک کو لکھا کہ تو نے جو حجاج کو لکھا ہے وہ عمل تیرا مقبول ہو گیا اور عبدالملک نے جب خط کی تاریخ اور اپنا نوشتہ دیکھا تو حضرت کا ارشاد اور ایلچیوں کی روانگی کا معاینہ کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کا کشف تھا تب عبدالملک نے ایک شتر درہموں کا لاد کر خدمت میں زین العابدین کے بھیجا۔ **نقل ہے** کہ جب حضرت عمر فاروق نے وظائیف مقرر کئے تو لوگوں نے کہا کہ اپنے خاندان سے شروع کیجیے تو حضرت عمر نے فرمایا کہ نہیں میں پیغمبر خدا کی قرابت سے اول شروع کرونگا۔ پھر حضرت عمر نے اپنے خاندان کو پندرہ خاندان کے بعد رکھا۔ **نقل ہے** کہ امام زین العابدین کے گھر کو ایک دفعہ آگ لگی تو آپ نماز میں مشغول تھے۔ لوگوں نے بہت پکارا لیکن آپنے کچھہ التفات نہ کی یہاں تک کہ آگ بجھہ گئی۔ **نقل ہے** کہ حضرت عمر فاروق اپنی خلافت کے زمانہ میں حضرت علی کے گھر پر گئے اور معلوم ہوا کہ حضرت علی اپنے کسی کام زراعت میں ہیں۔ لوگوں کو ساتھ لئے ہوئے وہاں حاضر ہوئے اور جا کر کام زراعت میں معہ ہمراہیان مشغول ہو گئے۔ جب کام سے فراغت پا چکے تو اپنی بات چیت میں شروع ہوئے پھر حضرت علی نے کہا کہ اے امیرالمومنین اگر بنی اسرائیل یہاں تمہارے پاس آوے اور ایک انمیں سے کہے انکو کہ میں موسیٰ کا چچیرا بھائی ہوں۔ کیا تمہارے ہاں اس کی عزت بنی اسرائیل کے ہمراہیوں سے زیادہ ہوگی یا نہیں تو حضرت عمر نے کہا کہ کیوں نہیں بے شک زیادہ ہوگی۔ پھر حضرت علی نے کہا کہ تمہارے میں میں ہوں چچیرا بھائی رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہہ سنتے ہی حضرت عمر نے اپنے اوپر سے چادر اوتار کر حضرت علی کے نیچے بچھا دی اور آپکو قسمیں دے کر اسپر بٹھایا۔ **ف**۔ یہ حضرت علی نے اس لئے کیا تھا کہ اس کے ہمراہی لوگ سب جانیں کہ اسکا مرتبہ کیسا ہے اور حضرت عمر نے جو یہ کچھہ کیا بسبب قرابت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا تھا۔ **روایت ہے** کہ جب عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن عمر بن عبدالعزیز کے ہاں آئے تو عمر بن عبدالعزیز نے انکا استقبال کیا۔ پھر لوگوں نے عرض کی کہ یہ تو بچہ ہے اس کے استقبال کی امیرالمومنین کو کیا حاجت ہے تو عمر بن عبدالعزیز نے

جواب دیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ فاطمہ جگر میرے کا ٹکڑا ہے جو انکو خوش کرتا ہے وہ مجکو خوش کرتا ہے اور میں نے جو یہ استقبال کیا ہے اگر آج ماؤں فاطمہ اسکی زندہ ہوتیں اور میری اس تعظیم کو دیکھتی تو خوش ہوتی مجھہ سے اسکا خوش ہونا پیغمبر کا خوش ہونا ہے

فصل اوّل اولاد علی المرتضیٰ و احوال امام محمد مہدی موعود کے بیان میں

قال اللہ تعالےٰ اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَعِنْدَهٗ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ط بیشک مال اور اولاد تمہاری تمہاری لئے آزمایش ہے اور اسکا اجر زیادہ ہونیکا سبب ہے۔ نیک جگہہ مال خرچ کرنے سے اجر زیادہ ہے اور قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور اولاد نیک ہونے سے ماں باپ کی بخشش ہوتی ہے۔ جیسا کہ کتب احادیث میں اسکا ذکر ہے اور یہاں اولاد علی المرتضیٰ کا حسب روایات مختلف بیان ہے۔ میں کتب معتبرہ سے علی کی اولاد کا شمار کرتا ہوں۔ جو کہ **ابو القاسم اسمعیل** نے لکھا ہے کہ آپ کی بتیس ۳۲ اولاد ہے۔ منجملہ ان کے سولہ صاجزادے اور سولہ صاجزادیاں اور **نعیم** نے انتیس ۲۹ بیان کئے ہیں اور **طبری** نے بتیس ۳۲ ذکر کئے ہیں۔ اور **لغتۃ الطالب** میں بالاتفاق تینتیس ۳۳ اولاد ہے جو کہ پندرہ پسر اور اٹھارہ دختر بیان کئے ہیں۔ وَھُوَ ھٰذا۔ اول جناب امام حسن۔ دوم امام حسین۔ سیوم محسن اور امام محسن کا انتقال ایام طفولیت میں ہوا ہے۔ یہہ تینوں صاجزادے حضرت فاطمہ زہرا سے پیدا ہوئے ہیں اور سادات کا مراتب بھی حسنین کو حاصل ہے بخلاف دوسروں کے اور دوسروں کو رئیس الملک کے معنوں میں سید بولا جاتا ہے نہ از روے مراتب مساوی کے۔ چہارم محمد اکبر انکی والدہ خولہ بنت جعفر حنفیہ تہیں یہ وہی محمد حنیف ہے جسکو حامد شاعر نے اپنی کتاب جنگنامہ میں بدلہ لینا یزیدیوں سے لکھا ہے اور جنگ ایک دن سے شروع کرکے دس یوم تک علی الترتیب شہادت لکھی ہے خبر نہیں یہہ واہی تباہی خرافات کس جنگل سے جمع کیا ہے۔ حالانکہ شہادت کل شہداء دسویں محرم آغاز فجر انجام ظہر ایک دن کا ماجرا ہے جو کتب معتبرہ سے پایا گیا ہے بلکہ بدلہ لینا امام حسین کا ثابت ہے کہ مختار ثقفی نے بدلہ لیا ہے اور

محمد حنفیہ کے پاس سران کے بہیجدیتے ہیں۔ اور آخرالامر اسکا انجام بھی اچھا نہ رہا کہ
دعوی نبوت کا کر بیٹھا اور صحابہ نے قتل کرڈالا ہے۔ اور بعض جاہل شیعہ قایل ہیں کہ یہی
محمد حنفیہ محمد مہدی موعود ہے اور یہہ بڑے بہادر اور سخی اور خوش تقریر تھے۔ انکا انتقال
سنہ ستر ہ میں ہوا بقول بعض طایف سن اکاسی میں ہوا۔ پنجم عبد اللہ انکو مختار بن
عبید نے شہید کیا۔ ششم ابوبکر معرکہ کربلا میں شہید ہوا۔ عبد اللہ اور ابوبکر کی والدہ
لیلی بنت مسعود تھی۔ ساتواں اکبر سقا۔ آٹھواں عثمان۔ نواں جعفر۔ دسواں عبداللہ یہہ
بھی ہمراہ امام حسین کربلا میں شہید ہوئے اور ان کی والدہ ام البنین تھی جو بنت
حزام۔ گیارہواں محمد اصغر انکی والدہ ام ولد تھی۔ بارہواں یحیی۔ تیرہواں عون ان کی
والدہ اسما بنت عمیس تھی۔ چودہواں عمر اکبر انکی والدہ ام حبیب تھی۔ پندرہواں محمد اوسط
انکی والدہ امامہ بنت ابی العاص تھی۔ یہہ امامہ وہی تھی جسکو پیغمبر خدا ظہر کی نماز میں
پشت پر چڑھا لیا کرتے تھے اور یہہ حضرت کی نواسی اور زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
تھی۔ سولہواں عباس اور **دختروں** سے **اول** ام کلثوم کبرا پیغمبر کی حیاتی میں
پیدا ہوئی اور حضرت عمر کے نکاح میں آئی۔ ان سے زید اور رقیہ پیدا ہوئی اور ایک
ہی وقت میں ان دونوں نے وفات پائی سلسلہ بقا نسل منقطع ہوا۔ اور شیعہ اس نکاح
سے مطلق انکاری ہیں اور ابن عمر نے انکا جنازہ پڑہا۔ **دوم**۔ زینب بنت حضرت فاطمہ
سوم۔ رقیہ بنت حبیب۔ **چہارم** ام الحسن۔ **پنجم** رملہ۔ **ششم**۔ ام ہانی۔
ہفتم میمونہ۔ **ہشتم**۔ رملتہ الصغرا۔ **نہم**۔ زینب صغرا۔ **دہم** ام کلثوم
یازدہم فاطمہ **دوازدہم** خدیجہ **سیزدہم** ام الخیر **چہاردہم**۔ ام سلمہ
پانزدہم ام جعفر۔ **شانزدہم** اصمانہ۔ **ہفتدہم** نقیہ انکی مائیں متفرق تھیں
اور منقول ہے کہ آپ کے صاحبزادوں کی نسل بقا صرف پانچ صاحبان سے جاری
ہوئی اور تمام اولاد حضرت علی کی لاولد فوت ہو گئی ہے۔ اور جو صاحب اولاد ہوئے
بہ تفصیل ذیل تھے۔ **اول**۔ امام حسن علیہ السلام **دوم**۔ امام حسین علیہ السلام۔
سوم۔ امام عباس **چہارم** محمد حنفیہ۔ **پنجم**۔ امام عمر یہہ ہی پانچ صاحب اولاد
ہوئے۔ جن کی بقا نسل اب تک موجود ہے۔ اور مرتبہ سادات کا صرف حضرت فاطمہ
زہرا کی اولاد کو یعنے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے نصیب ہے۔ باقی لغیب

قریش الہاشمی ہے اور دختروں سے صرف زینب نامی دختر سے سلسلہ بقائے نسل جاری رہا۔ اور حضرت علی کی شہادت کے بعد چار عورتیں موجود تھیں جو فاطمۃ الزہرا کے بعد نکاح میں لائے موجودگی فاطمہ میں کوئی نکاح نہیں کیا ہے۔ **ایک** امامہ **دوم** لیلی بنت مسعود **سیوم** اسما بنت عمیس **چہارم** ام البنین اور دس امہات الاولاد عورتیں تھیں ۔

فصل دوم ذکر غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی و علامات محمد مہدی موعود کے بیان میں

غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی اولاد میں امام حسن علیہ السلام کے آبائی نسب نامہ سے ہیں۔ اور والدہ کی جہت سے امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں ملتے ہیں آپ کی کنیت ابو محمد شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی بن ابو صالح موسی۔ بن ابو عبداللہ یحیی زاہد بن محمد۔ بن داؤد۔ بن موسی۔ بن عبداللہ محض بن حسن مثنی۔ بن امام حسن علیہ السلام بن علی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب۔ یہہ آپکا آبائی نسب نامہ ہے جسکی وجہ سے آپ حسنی ہیں اور والدہ ماجدہ کی جہت سے آپ حسینی ہیں۔ چنانچہ آپکی والدہ ماجدہ بی بی ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ ثانی بنت عبداللہ صومعی۔ بن ابی جمال۔ بن سید محمد۔ بن ابی محمود طاہر۔ بن سید ابی عطا عبداللہ۔ بن سید ابی کمال عیسی۔ بن سید علاوالدین۔ بن سید امام جعفر صادق بن امام امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی کرم اللہ وجہہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ یقینی سادات حسنی و حسینی ہیں اور جمہور علما او رعرفا کا اتفاق ہے کہ جس قسم کی کرامات اور خرق عادات متواترہ اور متوالیہ جناب پیر صاحب عبدالقادر جیلانی سے صادر ہوئی ہیں شیوخ آفاق اور مشائخ عالم میں سے کسی اور سے ظاہر نہیں ہوئیں۔ ولادت باسعادت آپ کی ۴۷۱ھ میں واقع ہوئی۔ اور اول تاریخ ماہ رمضان میں پیدا ہوئے قصبہ نیلق یا بلق میں جو ایک قصبہ قصبات جبل سے ہے جسکو معرب جیلان اور بفارسی گیلان کہتے ہیں۔ اور یہہ ایک

احاطہ بلاک کا نام ہے جو بغداد سے قریب کشور عراق میں ہے آپ اسمیں تولد ہوئے اور آپکی والدہ ماجدہ سے منقول ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے ماہ رمضان المبارک تہا اور آپ ماہ رمضان المبارک کی وجہ سے دن میں دودہ نہیں پیتے تہے اور آپکی والدہ ماجدہ سے یہ بھی منقول ہے کہ جس رات آپ پیدا ہوئے آسمان پر ابر غلیظ تہا اسوجہ سے چاند نظر نہ آیا۔ صبح ہوتے ہی لوگوں نے مجھ سے چاند کا حال پوچھا تو مینے انکو جواب دیا کہ میرے فرزند نونہال عبدالقادر نے آج دودہ نہیں پیا ہے۔ اس عرصہ میں شہادت بھی پہونچگئی جس سے معلوم ہوگیا کہ آج اول تاریخ ماہ رمضان ہے۔ پس تمام شہر میں مشہور ہوگیا کہ سادات میں آج رات ایسا لڑکا پیدا ہوا ہے جو حرمت ماہ رمضان کی رکہکر رات کو دودہ پیتا ہے اور شیخ عیسیٰ سے منقول ہے کہ جس روز غوث الاعظم پیدا ہوئے۔ اسدن اللہ تعالےٰ نے بہت سے اولیائے کرام پیدا کئے کہ آپ کی صحبت مجلس کے قابل ہوں اور مستفیض برکات وکرامات کے ہوویں۔

شمع ایوان محمد راحت جان علی	نور چشم فاطمہ شاہنشہ مردان حق
میوہ شاخ حسن گلدستہ باغ حسین	قطبدین قطب جہاں پیدا ز شانش شان حق

آپ پانچسو اکسٹھہ ہجری میں ریاض رضوان میں تشریف فرما ہوئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ۴۷۱ھ میں پیدا ہوئے اور سن پانسو باسٹھہ یعنی پانچسو باسٹھہ میں وفات کے اور اسمیں ایک لطیفہ عجائب آپکی حیات وممات میں نکلتا ہے کہ آپکی پیدائش سن عاشق ۴۷۱ میں ہے اور وفات آپ کی معشوق الٰہی ۵۶۱ میں ہوئی۔ اور آپ کی قبر مبارک بغداد میں اس زمانہ میں مطاف عالم اور زیارت گہ جہان ہے۔ اور یہ حقیر مؤلف رسالہ ہذا آپ سے یوں آبائی نسب نامہ سے ملحق ہے۔ غلام مصطفےٰ ابن ملک شاہ ابن عسکر علی بن شیر شاہ بن کرم شاہ بن مخدوم عالم بن سید محمد بن محمد شریف بن شاہ ولایت بن سید جلال بن سید ہاشم در لاہور آمد بن سید فضل بن سید جلال الدین بن سید تاج الدین بن سید کبیر الدین بن سید شرف الدین بن سید سمیع الدین ابوبکر رحیم الدین نسخ الدین چہار امام بود بن سید عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی قدس سرہم۔

اخبار و علامات محمد مہدی بن عبداللہ بعض علما کا قول ہے کہ محمد مہدی

جناب امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے پیدا ہونگے۔ اور بعض کا قول ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہونگے۔ غرضکہ ان دونوں صاحبوں میں سے ایک کی اولاد سے پیدا ہوں گے۔ مگر اصح امام حسن سے ہونگے۔ اسم شریف آپکا محمدؐ یا احمدؐ ہوگا۔ اور آپکے باپ کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام امینہ اور ظہور آپ کا قبل نزول عیسیٰ ہوگا۔ اور اور آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مددگار ہوں گے۔ دجال کی قتل میں اور بعض اخبار میں یہہ بھی آیا ہے کہ ظہور آپ کا سال طاق میں ہوگا۔ ۱۔ ۳۔ ۵۔ ۷۔ ۹۔ اور مدینہ میں بعد بیعت کرنے لوگوں کے مکہ مکرمہ کو چلے جاویں گے اور آپکی خبر مشرق سے مغرب تک پہونچ جاوے گی اور خداتعالیٰ آپ کے واسطے خزانے زمین کے ظاہر کریگا۔ اور آپ تمام روئے زمین کو آباد کرینگے کہیں ویرانہ نظر نہ آئیگا اور آپ کے ظاہر ہونے کے قبل جو علامات موجود ہونگی وہ رسالہ تشریف البشیر میں نورالابصار مین سے منقول ہے اور وہ یہہ ہیں کہ عورتیں مردوں کی مشابہت کریں اور عورتیں گھوڑوں پر سوار ہوں اور لوگ نماز کو تنگ اوقات میں پڑھیں اور اپنی خواہش کی پیروی کریں اور خونریزی کو ہلکا سمجھیں۔ سود کا لین دین کریں اور کھلم کھلا زناہ کریں اور اونچے اونچے پختہ مکان بنائیں اور جھوٹھ بولنا جائز سمجھیں اور رشوت لیویں اور دین کو دنیا کے عوض کھوئیں اور قرابت کو قطع کریں اور کھانا کھلانے میں بخل کریں اور تحمل کرنا ضعف سمجھا جاوے اور ظلم کرنا فخر سمجھا جاوے اور امیر لوگ بدکار ہوں اور نائب ان کے جھوٹھے ہوں اور امانتیں خیانت کریں اور حاکم لوگ ظلم کریں اور قرآن شریف پڑھنے والے فسق کریں۔ شراب نوشی کا خوب رواج ہو اور اغلام اور ساحقت یعنے مرد مردوں سے اور عورت عورتوں سے شہوت رانی کریں اور خراجکو مال غنیمت تصور کریں اور صدقہ کو تاوان جانیں اور سفیانی شام سے اور یمانی یمن سے نکلے اور مکان بیدائین جو درمیان مکہ اور مدینہ کی جگہ ہے زمین دھنس جاوے اور ایک لڑکا آل محمدؐ سے درمیان رکن اور مقام کے مقتول ہووے اور ایک منادی آسمان سے باواز بلند پکارے کہ حق بات اسکی اور اس کے تابعداروں کی ہے۔ پس جب یہہ علامتیں قایم ہو جائیں گی اسوقت حضرت محمد مہدی آخرالزمان کا ظہور ہوگا۔ اور آپ کعبہ شریف سے پشت لگا کر بیٹھیں گے

اور تین سو تیرہ آدمی آپ کے مطیع اور فرمانبرداروں سے جمع ہونگے۔ اور سب سے
اول آپ کی زبان مبارک سے یہہ آیت کریمہ نکلے گی۔ بَقِیَّتُ اللّٰہِ خَیْرٌ لَّکُمْ
اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یعنے باقی رکھا ہوا اللہ تعالیٰ کا تمہارے واسطے بہتر ہے
اگر تم مومن ہو پھر جب آپکے پاس دس ہزار کی جمعیت ہو جاویگی تب کوئی یہودی اور
نصرانی وغیرہ ماسوا خدا کے غیر کی عبادت کرنیوالا کوئی شخص باقی نہیں رہے گا سب
آپ پر ایمان لاویگا اور بجز مذہب دین اسلام کے اور کوئی باقی نہیں رہے گا۔ اور
جو معبود باطل زمین پر ہیں اسکو ایک آگ آسمان سے نازل ہو کر جلاوے گی۔ یہہ
علامتیں سن پانچسو ہجری کے بعد میں شروع ہونے لگی تہیں۔ ایک ہزار کے بعد
تو عموماً دنیا میں پھیل گئی ہیں اور یہی علامات قرب قیامت کے ہیں۔ یہ بات
ضرور ہے کہ کبھی زمانہ شر اور فساد سے خالی نہیں گذرا ہے۔ مگر باعتبار قلت و
کثرت کا ہے یعنے جب یہ وقایع بکثرت شایع ہو جائیں گے اسوقت امام محمد مہدی
کا ظہور ہوگا۔ اور یہی ظہور قرب قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے امام کا ظہور ہے
اور اس معاملہ میں عجیب طرحکا انقلاب نظر آتا ہے۔ کیونکہ دیکھنا چاہئیے کہ حضرت
ابو البشر کی موجودگی میں ساری اولاد موحد اور مسلمان تھی۔ پھر رفتہ رفتہ شرک و کفر
پھیلنا شروع ہوا۔ یہاں تک یہ بلائے عالمگیر ہو گئی ہے۔ اب دیکھئے زمانہ امام مہدی
میں یکبارہی تمام روئے زمین پر خالص اسلام پھیلجاویگا۔ اور لوگ موافق امر اللہ اور
رسول کے عامل ہوں گے اور ہر شخص امین ہوگا دنیا عدل اور انصاف سے بھر جاویگی۔
پھر خالص شر باقی رہجاویگا۔ یہاں تک کہ کوئی آپکا نام لیوا یعنے اللہ اللہ کہنے والا
نہ رہے گا۔ تب نفخ صور پھونکیگا بعدہٗ سب فناہ ہو جائیں گے۔ اور عملدرآمد کُلُّ
مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
کا ہو جاویگا۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

تمت بالخیر